ماہنامہ
دختران اسلام
لاہور
دسمبر 2021ء

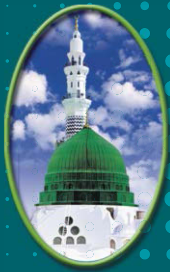

ہدایت کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

قائد اعظمؒ اور عشقِ رسول ﷺ

پاکستان میں آلودگی کے مسائل

تعلیم سماجی و معاشی ترقی کا زینہ ہے

اسلام خیر و فلاح اور امن و رحمت کا دین ہے

منہاج یوتھ لیگ کے زیر اہتمام منعقدہ نیشنل یوتھ ایوارڈز 2021ء (جناح کنونشن سنٹر اسلام آباد)

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل MQI) اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری (صدر سپریم کونسل MQI) کے خصوصی خطابات

منہاج القرآن ویمن لیگ راولپنڈی آفس کا افتتاح

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل MQI) کی خصوصی شرکت

منہاج القرآن ویمن لیگ سرگودھا کے زیر اہتمام منعقدہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس

مرکزی ناظمہ محترمہ سدرہ کرامت کی خصوصی شرکت اور خطاب

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

جلد: 28 شمارہ: 12 / جمادی الاول ۱۴۴۳ھ / دسمبر 2021ء

فہرس

اداریہ

(مادرِ ملتؒ ایک عظیم خاتون)		4

فریضۂ اسلام

ہدایت کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	5
خطبہ حجۃ الوداع: انسانیت کا عالمگیر منشور	ڈاکٹر انیلہ مبشر	10
قائداعظمؒ اور عشقِ رسول ﷺ	محمد ابوبکر فیضی	13
تعلیم سماجی و معاشی ترقی کا زینہ ہے	سمیہ اسلام	17
بچوں کو کامیاب بنانے کے اصول	رابعہ فاطمہ	20
ام المومنین سیدہ ام حبیبہؓ کا مقام و مرتبہ	سعدیہ کریم	23
اسلام اور جدید سائنس	سعدیہ محمود	25
اسلام خیر و فلاح اور امن و رحمت کا دین ہے	تحریم رفعت	28
قائداعظمؒ اور آج کا پاکستان	آمنہ خالد	31
پاکستان میں آلودگی کے مسائل	فلک صدی	33
آپ کی صحت: نماز کی باقاعدگی کولیسٹرول کم کرتی ہے	صائمہ نور	35
گلدستہ: میانہ روی نصف رزق اور اچھا اخلاق نصف دین ہے	مرتبہ: حافظہ سحر عنبرین	37
نماز کی اہمیت	مرتبہ: کلثوم قمر	39

ایڈیٹر
اُم حبیبہ اسماعیل

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، سعدیہ کریم، جویریہ سحرش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام — فوٹوگرافی: قاضی محمودالاسلام

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرق وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ: -/35 روپے
سالانہ خریداری: -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ز اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا. وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا. وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا. وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ط اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا.

(مریم، ۱۹: ۵۴۔۵۸)

”اور آپ (اس) کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا ذکر کریں بے شک وہ وعدہ کے سچے تھے اور صاحبِ رسالت نبی تھے۔ اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے حضور مقامِ مرضیّہ پر (فائز) تھے (یعنی ان کا رب ان سے راضی تھا)۔ اور (اس) کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے بے شک وہ بڑے صاحبِ صدق نبی تھے۔ اور ہم نے انہیں بلند مقام پر اٹھالیا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے زمرۂ انبیاء میں سے آدم (علیہ السلام) کی اولاد سے ہیں اور ان (مومنوں) میں سے ہیں جنہیں ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ کشتی میں (طوفان سے بچا کر) اٹھا لیا تھا، اور ابراہیم (علیہ السلام) کی اور اسرائیل (یعنی یعقوب علیہ السلام) کی اولاد سے ہیں اور ان (منتخب) لوگوں میں سے ہیں جنہیں ہم نے ہدایت بخشی اور برگزیدہ بنایا، جب ان پر (خدائے) رحمٰن کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے وہ سجدہ کرتے ہوئے اور (زار و قطار) روتے ہوئے گر پڑتے ہیں“

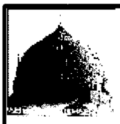

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ، قَالَ: فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ قَالَ: نَعَمْ، بَلْ كِلَاهُمَا حَيٌّ قَالَ: فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۷۸۳، ۷۸۴)

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: (یا رسول اللہ!) میں اجر و ثواب کے لئے آپ سے جہاد اور ہجرت کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں بلکہ دونوں زندہ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو (واقعی) اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے والدین کے پاس جا اور ان سے اچھا سلوک کر۔“

خواب

یقیں، مثلِ خلیل آتش نشینی
یقیں، اللہ مستی، خود گزینی
سن، اے تہذیبِ حاضر کے گرفتار
غلامی سے بتر ہے بے یقینی
(بال جبریل،ص:٦٧٧)

تعبیر

علم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہے
اس لیے علم کو اپنے ملک میں بڑھائیں۔

(قائداعظم محمد علی جناح)

تکمیل

اگر من صاف نہ تو تن کے ذریعے انجام پانے والا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اگر من سخی ہوجائے، اللہ کی مخلوق کے ساتھ رحمت اور شفقت آجائے تو تن بہت مشقت کرے یا نہ کرے وہ سمندروں سے بڑھ کر اجر پاتا ہے۔

(خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، بعنوان ’’دل کی صفائی جنت کی ضمانت ہے‘‘)

اداریہ

مادرِ ملتؒ ایک عظیم خاتون

جب بھی تحریک پاکستان اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کا ذکر ہوگا تو وہاں مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کا ذکر بھی ہوگا۔ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح اپنے افکار ونظریات ،نظریے کے ساتھ کمٹمنٹ، جہد مسلسل اور حق وصداقت کا استعارہ تھیں اور اپنی بے مثل سیاسی جدوجہد کی وجہ سے وہ ہمیشہ دلوں میں زندہ رہیں گی۔مادرِ ملت وہ ہستی ہیں جنہوں نے برصغیر کی مسلم خواتین کو تحریک آزادی میں حصہ لینے کے عظیم اور پاکیزہ مشن کے لئے متحرک کیا اور خواتین کو قائداعظم محمد علی جناحؒ کا ہراول دستہ بنا دیا۔ مادرِ ملت نے نہ صرف تحریک پاکستان میں قابل فخر اور قابل تقلید کردار ادا کیا بلکہ انہوں نے زندگی کے آخری سانس تک قائداعظم محمد علی جناح کے افکار ونظریات کا علم بلند رکھا اور اس حق وصداقت کی جدوجہد میں پاکستان بننے کے بعد انہوں نے نامساعد حالات و واقعات کا سامنا کیا مگر ان کے حوصلے میں رتی برابر بھی کمی نہیں آئی۔ وہ ایک خاتون تھیں مگر عزم، ہمت اور صبر کا کوہ گراں تھیں۔ مادرِ ملت نے برصغیر پاک و ہند کے عظیم رہنما قائداعظم محمد علی جناحؒ کا بھرپور ساتھ دیا۔ تاریخِ عالم میں یہ دونوں بہن، بھائی عزم و ہمت کا استعارہ بن کر ہمارے حوصلوں کو جلا بخشتے رہیں گے۔ بانی پاکستان نے مادرِ ملت کو برصغیر کی مسلم خواتین کو سیاسی طور پر متحرک کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اس حکم کی بجا آوری میں تن، من، دھن سب کچھ نثار کر دیا۔ مادر ملت اسلام اور مشرق کی عظیم ثقافت اور تہذیب وتمدن کا پرتو تھیں۔ انہوں نے خاتون ہونے کے باوجود اسلامی ثقافت و روایات کی پاسداری کی اور ہندو اور انگریز کے غاصبانہ قبضہ کے خلاف دبنگ جدوجہد کی۔ بانی پاکستان کو اگر اپنی عظیم بہن مادرِ ملت کی معاونت میسر نہ آتی تو حصولِ پاکستان کی منزل بہت سارے مصائب وآلام کا شکار ہوسکتی تھی۔ آپ نے ان کی بیماری کا راز افشاں نہ ہونے دیا اور ان کے آرام کا بھرپور خیال رکھا۔ یہ خدمت ایک عظیم بہن فاطمہ جناحؒ ہی انجام دی سکتی تھیں۔ مادرِ ملت کے تحریکی کردار سے یہ پیغام ملتا ہے کہ جس عظیم مشن کے پیچھے باوقار اور باکردار خواتین کی معاونت ہوتی ہے وہ عظیم مشن ضرور پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے ۔خواتین جس منصب پر بھی ہوں اور ان کی ذمہ داریاں بظاہر کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہوں مگر وہ نتائج کے اعتبار سے فیصلہ کن کردار کی حامل ہوتی ہیں۔ مادرِ ملت نے قیام پاکستان کے بعد بھی اپنی سیاسی، سماجی جدوجہد جاری رکھی اور پاکستان کے حصول کے صلے میں کوئی تمنا نہیں کی۔ ان کی جدوجہد پاکستان بنانے کے حقیقی نصب العین پر مرکوز تھی۔وہ چاہتی تھیں کہ پاکستان جن مقاصد کے لئے حاصل کیا گیا ہے وہ پورے ہوں۔ ہر شخص کو تعلیم کا حق ملے، عوام کو حقیقی معنوں میں جمہوریت کے ثمرات میسر آئیں۔غریب کو انصاف اور میرٹ پر روزگار میسر آئے۔ رول آف لاء ہو۔طاقتور طاقت کے نشے میں کسی کمزور کا حق غصب نہ کر سکے۔ اشیائے ضروریہ ناجائز منافع خوری سے پاک ہوں، رٹ آف دی گورنمنٹ امیر،غریب پر یکساں لاگو ہو۔ وہ ڈکٹیٹر شپ کو جمہوریت کے لئے زہر قاتل سمجھتی تھیں۔ مادرِ ملت شورائیت کے اسلامی نظام کو جمہوریت کے قریب ترین سمجھتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے ون مین رول کے خلاف پاکستان بننے کے بعد بھی جدوجہد کی۔ مادر ملت کا ہمیشہ خواتین کے لئے یہ پیغام تھا کہ آپ کمزور نہیں ہیں۔اسلام نے آپ کو برابری کے حقوق دیئے ہیں۔ آپ ملت کے مقدر کا ستارہ ہیں۔آپ اپنی تمام تر توجہ حصول علم اور خاندان کی باوقار تربیت پر صرف کریں۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ پاکستان بنانے والی ان عظیم ہستیوں کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

فکرِ شیخ الاسلام

ہدایت کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟

ولی کا معنی قُرب ہے اور اللہ تمام مومنین کا ولی ہے

اللہ نے انسان کو اعتدال اور توازن والی ساکھ میں پیدا فرمایا

خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
مرتبہ: نازیہ عبدالستار

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ. (البقرہ،۲: ۲۵۷)

’’اللہ ایمان والوں کا کارساز ہے وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے۔‘‘

ہدایت کیا ہے؟:

اللہ تعالیٰ تمام مومنین کا ولی ہے۔ لغت میں ولی کا معنی قریب ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ارشاد فرمایا: اے میرے حبیب ﷺ اگر میرے بندے میری نسبت دریافت کریں کہ میں کہاں ہوں؟ تو انھیں بتادیں کہ میں تمہارے بالکل قریب ہوں اور تم سے ہرگز دور نہیں ہوں۔ اس ارشاد کا معنی ہے کہ میں تمہارا ولی ہوں۔ دوسری جگہ اللہ رب العزت نے سورہ کہف میں فرمایا: ہم نے انسان کو پیدا فرمایا تاکہ اسے آزمائیں کہ وہ ہمارے قریب آتا ہے یا ہم سے دور جاتا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

’’اور میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں۔‘‘ (الذاریات،۵۱:۵۶)

آیت کریمہ کا یہ معنی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے بیان فرمایا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کو یہ کیوں ضرورت پیش آئی کہ انسان کا امتحان ہے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے انسان کو دنیا میں بھیج کر اس کا امتحان لینا چاہتا ہے آیا کہ وہ میرے قریب ہوتا ہے یا مجھ سے دور جاتا ہے۔ اس لیے سورۃ التین میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔

’’بے شک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔‘‘ (التین،۹۵:۴)

اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میں نے اس کو اتنا خوبصورت بنایا ہے کہ اس میں اپنی روح کا چراغ جلایا ہے۔ فنفخة فی روحی خوبصورتی کے ساتھ بنانے کا ایک ظاہری پہلو ہے اس کے اندر ایک توازن و اعتدال رکھا ہے۔ اسے ایک متوازن جسم دیا ہے۔ اس سے بھی بڑی خوبصورت چیز یہ ہے کہ اس کے باطن کو خوبصورت کیا ہے۔ باوجود اس کے کہ اس کا ظاہر گارے سے بنایا تھا۔ اس میں تاریکی ہے اس میں مادی خصوصیات ہیں جس کی وجہ سے اس کو بشر کہا ہے۔ جو خصوصیات مٹی، پانی، ہوا اور آگ میں ہیں وہ خوبیاں انسان کے اندر موجود ہیں۔

ایسی خصوصیات رکھنے والے فرد کا من روشن ہوجائے ایسا ممکن نہیں تھا۔ اس لیے روشنی جن چیزوں میں ہے وہ آسمانوں سے ماورا عالم ملکوت، جبروت، لاہوت کی چیز

ہے۔ جس میں اللہ کے ملائکہ رہتے ہیں۔ اللہ کی انوار وتجلیات کا براہ راست نزول ہوتا ہے جبکہ دنیا جو عالم بشریت ہے اس میں تاریکی غالب ہے۔ اس لیے فرشتوں نے اللہ کا ارادہ سن کر کہ وہ آدم علیہ السلام اور انسان کو اپنا نائب بنانے والا ہے۔ یہ سن کر جس چیز سے انسان بنا ہے اس میں گاڑا آگ، دھوپ ہے تو ملائکہ ان اجزاء کی خصوصیات سے واقف تھے اگر ان اجزاء سے انسان بنایا ہے جو اجزاء اس زمینی دنیا کے ہیں۔ اس سے تاریکی آئے گی۔ تاریک کردار جنم لے گا، تاریک کردار سے فساد جنم لے گا۔ غصہ، بغض، عناد، نفرت، دشمنی، طبقاتی منافرت جنم لے گی کیونکہ ملائکہ نے انسان میں ساری چیزوں کو میگنیفائی کر کے دیکھ لیا تھا۔ ملائکہ کی آنکھیں اس لینز کی طرح تھیں وہ جانتے تھے کہ ان چیزوں سے تشکیل پانے والا آدمی کیا کیا کرے گا۔

ملائکہ ان صلاحیتوں کے اندر جھانک کر دیکھا تو ان چیزوں سے انھیں قتل و غارت نظر آرہی تھی۔ ایک دوسری مثال حکماء اور اطباء سمجھتے ہیں کچھ چیزوں کو مفردات کہتے ہیں کچھ چیزوں کو مرکبات کہتے ہیں، مختلف مفردات کو ملاتے ہیں تو معجون، سفوف، دوائی، سیرپ بنتا ہے یہی طریقہ فارمیسی اور ماڈرن میڈیسن میں ہوتا ہے۔ دوائی پر اجزاء ترکیبی لکھی ہوتی ہے اس کو مفرد کہتے ہیں۔ ہر چیز کی اپنی خاصیت ہوتی ہیں۔ پانی بھی مفرد نہیں بلکہ مرکب ہے۔ اس کی اپنی خوبیاں ہیں، مٹی ایک مرکب ہے اس میں کئی خوبیاں ہیں۔ جب یہ ساری خوبیاں مل جائیں تو مرکب بنتا ہے۔ اس سے ہمارا جسم بنا ہے۔ اس مرکب میں ساری تاثیریں اپنے آپ منتقل ہوجاتی ہیں جو مفردات میں تھی۔

جو کامل طبیب ہوتا ہے اس کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ مفردات کو اس ترتیب سے ملائے کہ کون سے کم مقدار کے ہوں۔ کون سے زیادہ مقدار کے ہوں کون سے اور زیادہ مقدار کے تاکہ تمام اجزاء کے ملنے کے بعد جب مرکب بنے تو مجموعی طور پر اس کا جو اثر ہے وہ نکلے جو وہ چاہتا ہے وہ اعتدال اور توازن ڈاکٹر نے پیدا کرنا ہے۔ اگر اس کے مطلب کا توازن پیدا ہوگیا تو وہ باکمال چیز بن گئی۔ اللہ تعالیٰ سے بہتر تخلیق کرنے والا کوئی نہیں جو جانتا ہے کہ یہ چیزیں ملاکر مرکب بنارہا ہوں مگر ان چیزوں کو اللہ رب العزت نے اتنی خوبصورتی سے جوڑا کہ انسان صرف نور بنا اور نہ صرف تاریکی بنا۔ یعنی فرشتہ بنا نہ شیطان بنا۔ مگر اس میں شیطان بن جانے کے بھی ملکات ہیں۔ اس لیے کئی انسان ہوکر شیطان بن جاتے ہیں اور اس کے اندر فرشتہ بن جانے کی صلاحیت بھی ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو ملائکہ سے بھی بزرگ تر بن جاتے ہیں۔ ملائکہ ان کی زیارت وحفاظت کے لیے اترتے ہیں گویا ساری صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے انسان میں رکھ دی ہیں اور انسان کے اجزائے ترکیبی کو اتنی خوبصورتی سے جمع کیا ہے کہ اس کو احسن تقویم فرمایا پھر فرمایا ہم نے اسے اس ہلاکت والی دنیا میں بھیج دیا جب فرشتوں نے کہا کہ یہ قتل وغارت کرے گا۔

وہ دراصل عناصر کے اثرات دیکھ رہے تھے کہ انسان کس طرح ترقی پائے گا جن میں یہ چیزیں زیادہ طاقتور ہوجائیں گی وہ دھنگا فساد مچائے گا، وہ چوری چکاری کرے گا کرپشن کرے گا۔ وہ جھوٹ، بددیانتی کرے گا وہ تکبر کرے گا۔ وہ اجزاء کی خوبیوں اور برائیوں کو دیکھ کر بتارہے تھے۔ مطلب یہ نہیں تھا کہ ہر انسان یہ کرے گا، مطلب یہ تھا اس انسان کی نسل میں ایسا کچھ کرنے والے بھی ہوں گے جن چیزوں سے میں نے انسان بنایا ہے وہ ملکوتی دنیا کا فرد تو نہیں بن سکتا۔ ایسے اجزا کے ساتھ بنایا جانے والا وجود اس میں اللہ رب العزت نے اپنی روح پھونک دی۔ اللہ کے نور کی روشنی نورالانوار تھی سب روشنیوں سے عظیم روشنی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جو جسم بنایا تھا اس میں تاریکی کے غالب ہوجانے کے اثرات و میلانات زیادہ تھے مگر ان تاریکی کے میلانات کو کم کرنے کے

لیے اسی پیکر کے اندر اللہ رب العزت نے اپنی روح پھونک دی۔ اپنے نور کے فیض سے اس کے باطن کو روشن کردیا۔ بندہ ایک عجیب مرکب بنایا گیا ہے۔

ظاہر اس کا ناسوتی ہے۔ باطن ملکوتی ہے، ظاہر اس کا دنیاوی ہے، باطن اس کا عالم ملکوت سے ہے۔ ظاہر میں تاریکی پیدا کرنے والی چیزیں موجود ہیں باطن میں نور پیدا کرنے والی صلاحیت موجود ہے۔ اب باطن اس قابل ہوگیا کہ اللہ اس باطن کے ساتھ دوستی پیدا کرے۔ ہم نے انسان کو اس طرح پیدا کیا۔ اس میں نور بھی رکھا، تاریکی بھی رکھی اس میں نیچے جانے کی صلاحیت بھی رکھی اور اوپر جانے کے میلانات بھی رکھے۔

اس کے اندر نفس بھی رکھا۔ نفس اس کے اندر وسوسے پیدا کرتا ہے، اس کے اندر برے خیالات پیدا کرتا ہے۔ اللہ پر ایمان کمزور کرتا ہے۔ نفس کا شیطان کے ساتھ اتحاد ہے اور نفس کا باہر کی دنیا سے اتحاد ہے۔ شیطان نفس کے اندر بُرے خیالات ڈالتا ہے۔ نفس خود بھی شیطانی ہوجائے تو برے خیالات کو جنم دیتا ہے۔ اللہ کے امر پر عقیدہ کو متزلزل کرتا ہے۔ یہ میرے ساتھ اچھا نہیں ہوا میں نے کیا برائی کی؟ میرے ساتھ ناانصافی ہورہی ہے۔ ناشکری پیدا کرتا ہے۔ جب یقین، توکل، شکر اور بھروسہ کمزور ہوتا ہے تو اللہ کی بندگی کمزور ہوتی ہے جب بندگی کمزور ہوتی ہے تو اللہ سے دوری ہوتی ہے۔ وسوسہ اندازی نفس کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

نفس بندے کو نیکی سے دور کرتا ہے آخر میں فرمایا مگر ہم نے انسان کو نفس کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ دیا کہ نفس اس کو گمراہ کرتا رہے اور بندہ ہوتا رہے۔ ایک طرف نفس ہے تو دوسری طرف میں خود (اللہ) اس کے اندر رہتا ہوں۔ وہ قرب قرب روحی ہے جبکہ نفس کے اثرات جسمانی اثرات ہیں۔ جبکہ روح کے روحی اثرات ہیں۔ فرمایا ہم بندے کی شہہ رگ کے بھی قریب ہیں۔ یہاں دونوں کیفیتیں رکھ دی ہیں۔ بندہ نفس کے سپرد ہوجائے تو اللہ سے دور ہوجاتا ہے۔ اگر بندہ اللہ کی فرمانبردار ہوجائے تو اللہ کے قریب ہوجاتا ہے مگر نفس بندے کے شعور کو بیدار نہیں ہونے دیتا کہ اللہ میرے قریب ہے۔ کتنے وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ کے قریب ہونے کا ادراک ہے۔

دوسری جگہ فرمایا اے مرد مومن! میں تیرا ولی ہوں یہ یکطرفہ تعلق ہے کہ اللہ ہمارے قریب ہے۔ اللہ ہمارا ولی ہے کیونکہ وہ ہمارے بہت قریب ہے خرابی کہاں ہے؟ وہ تو ہمارے قریب ہے مگر ہم اس کے قریب نہیں۔ اللہ ہمارے قریب ہے وہ ہمارا ولی ہے مگر جو مومن پردوں کو ہٹا کر دوریوں کو ختم کر کے اللہ کے قریب ہوجائے اس کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ اللہ ہر ایک کا ولی ہے لیکن اللہ کا ہر کوئی ولی نہیں کیونکہ یہ ادراک نہیں کہ اللہ ہمارے قریب ہے۔ جب بندے کا شعور بیدار ہوجاتا ہے کہ اللہ میرا ولی ہے۔ نفس کی قربت سے بھی زیادہ قریب ہے۔ مثلاً ایک بچے کو علم ہے والدین میرے قریب ہے جو قریب ہوتا ہے وہ دیکھتا اور سنتا ہے۔ اس لیے بار بار فرمایا ھوسمیع بصیر اللہ دیکھتا بھی ہے، سنتا بھی ہے۔

کبھی فرماتا ہے کہ میں تمہارا ولی ہوں ولی مددگار کو بھی کہتے ہیں۔ مددگار وہی ہوتا ہے جو قریب ہو جو دور بیٹھا ہے وہ کسی کی کیا مدد کرے گا۔ روحانی قرب بھی ہوتا ہے، جسمانی قرب بھی ہوتا ہے۔ اس طرح دوری بھی ہوتی ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو روحانی دوری سے محفوظ رکھے۔ اگر روحانی دوری نہ ہو تو بندہ دور رہ کر بھی قریب رہتا ہے۔ اگر بچے کو علم ہو کہ میرے والدین مجھے دیکھ رہے ہیں۔ وہ شرارت نہیں کرتا کیونکہ اس کو خوف بھی ہوتا ہے کہ اس کے والدین اسے دیکھ رہے ہیں اس قرب کے احساس سے جو خوف پیدا ہوتا ہے اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔ اس میں محبت بھی ہوتی ہے۔ اس کو یہ بھی پتہ ہے اگر کسی نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

میری ماں میرے پاس بیٹھی ہے مجھے بچالے گی۔

جب اس کو خوف بھی ہو اور ان کی شفقت و محبت کا یقین بھی ہوتو اس کو خوف و رجع کی کیفیت کہتے ہیں۔ امید بھی لگ جاتی ہے اگر کسی نے مجھے نقصان پہنچانا چاہا تو مجھے بچالیں گے۔ اگر میں نے شرارت کی تو وہ میرا برا منائیں گی اگر خوف و رجع مل جائیں اس احساس کو ایمان کہتے ہیں۔ خوف بھی احساس قربت سے جنم لیتا ہے۔ جو شخص بھی برائی سے بچائے اور حوصلہ دے تو اس سے محبت ہوتی ہے۔ اس کا قرب چاہتے ہیں۔ اس بندے کا کیا حال ہوگا۔ جس کے اندر یہ احساس بیدار ہوجائے کہ اس کا مولا اسے دیکھ رہا ہے۔ وہ میری بات کو سن رہا ہے۔ اللہ کیونکہ قریب ہے تو وہ صرف سنتا اور دیکھتا نہیں بلکہ جو خیالات بندہ کے اندر پیدا ہوتے ہیں اس کو دیکھتا ہے جو شرارت باہر ہوتی ہے صرف اس کو نہیں دیکھتا بلکہ جو شرارت من کے اندر میں چلتی ہے اس کو بھی دیکھتا ہے۔ اس بندے کا حال کا اندازہ کریں جو اس بچے کی طرح ہے جو کامل یقین کے ساتھ ہے کہ میرا مولا مجھے دیکھ رہا ہے۔

جس کا تعلق اپنے مولا کے ساتھ اس بچے کی طرح ہوجائے۔ اگر اسے تکلیف ہو تب بھی اللہ کو پکارے۔ راحت ہو تب بھی اللہ کو پکارے، تکلیف ہو تو صبر کی آواز میں پکارے، راحت ہو تو شکر کی آواز میں پکارے، حاجت ہو تب بھی اللہ کو پکارے۔ غنا ہو تب بھی اللہ کو پکارے، تنہا ہو تب بھی اللہ کو پکارے، جلوت ہو تب بھی اللہ کو پکارے۔ مگر ہمارا المیہ یہ ہے کہ آواز آرہی ہے انی قریب مگر ہمیں سنائی نہیں دے رہی اس سے لیے سمجھ نہیں آرہا۔ جیسے کھانا کھاتے ہیں تو اس کا ذائقہ محسوس ہوتا ہے اس طرح تصورات کی بھی دنیا ہے کبھی گزرے ہوئے لمحے یاد کرکے لذت محسوس ہوتی ہے، کبھی خوشبو سے لذت ملتی ہے۔ جب بندہ روح کے کانوں کے ساتھ، قلب و روح سے محسوس کرنے لگے کہ مولا میرے قریب ہے وہ مجھے بچانے والا ہے۔ وہ میرے حفاظت کرنے والا ہے۔ میرے حاجت روائی کرنے والا ہے۔ وہ مجھے تاریکی سے نکالنے والا ہے۔ وہ مجھے نور کی طرف لے جانے والا ہے۔ وہ ہر حال میں مجھے سنبھالنے والا ہے۔ وہ میرے ساتھ یہ کرم کرنے والا، یہ فضل دینے والا ہے۔ وہ دن آنے والا ہے کہ پردہ اٹھا کر مجھے اپنا حسن دکھانے والا ہے۔

جب بندہ ان تصورات میں گم ہوتا ہے اس بچے سے کہیں زیادہ جو اپنی ماں کے ساتھ لپٹتا ہے وہ بندہ اپنے مولا کے ساتھ اس طرح قریب ہوجاتا ہے اس کو اللہ کا ولی کہتے ہیں۔ اللہ تو ولی تھا ہی مگر بندہ ولی نہیں بنا تھا۔ جب بندہ میں قربت کا احساس پیدا ہوجائے تو نافرمانی نہیں کرتا۔ وہ کوئی ایسا لفظ نہیں بولے گا جو مولا کو ناپسند ہو، کوئی ایسا عمل نہیں کرے گا جو اللہ کو ناگوار ہو۔ وہ ایسی نیت نہیں کرے گا جو اللہ کو ناپسند ہو۔ اگر تکلیفیں آتی ہیں وہ شکوہ نہیں کرتا بلکہ یہ تو اللہ کی ڈانٹ ہے جیسے ماں بچے کو ڈانٹتی ہے اس کو برا لگتا وہ ایک لمحہ کے لیے روتا ہے لیکن ماں سے بدظن نہیں ہوتا کیونکہ اس کی ڈانٹ بھی پیار کے خمیر سے نکلی ہے۔ بندہ اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرلیتا تو شکوہ نہیں کرتا۔ وہ جانتا ہے کہ یہ مجھے درست کرنے کے لیے آئی ہے جب بندہ اللہ کے قریب ہوجاتا ہے تو ولی اللہ ہوجاتا ہے۔ بصورت دیگر ہم اللہ کے قرب سے دور کیوں ہیں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ نفس نے ہمارے اندر دوری کے اسباب پیدا کردیئے ہیں نفس نے ایسی تہیں ہمارے اندر چڑھا دی ہیں جو شعور کو دبانے کا سبب بنتی ہیں۔ اللہ کی قربت ایک روحانی خزانہ ہے۔ خزانہ زمین کی دبیز تہوں میں چھپا ہوتا ہے جس کو خزانہ ملتا ہے وہ کھدوائی سے ملتا ہے۔ ڈھٹائی سے نہیں ملتا۔ خزانہ کو سب چھپا کر رکھتے ہیں۔ اللہ کے قرب سے بڑھ کر خزانہ کیا ہوگا۔ اس لیے انسان کی زندگی میں اللہ نے اپنی قربت کا خزانہ ننگا نہیں رکھا۔ وہ

دیکھنا چاہتا ہے جو میری قربت کا خزانہ دیکھنا چاہتا ہے وہ پہلے کھودوائی کرے، کھودوائی کو ریاضت ومجاہدہ کہتے ہیں۔

کھودوائی غفلت تہوں کی کرنی ہے جو اللہ سے دور کرنے والی ہیں۔ ان کا ذکر اللہ رب العزت میں قرآن میں کیا ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ. (آل عمران،۱۴:۳)

''لوگوں کے لیے ان خواہشات کی محبت (خوب) آراستہ کر دی گئی ہے (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی (شامل ہیں)، یہ (سب) دنیوی زندگی کا سامان ہے، اور اللہ کے پاس بہتر ٹھکانا ہے۔''

شہوت کا معنی ہے ایسی خواہش جو دل سے چمٹ جائے دل کو اپنے گھیرے میں لے لے۔ زندگی کی طلب بن جائے۔ اس کو شہوت کہتے ہیں۔ یہ شہوت عام خواہش سے جنم لیتی ہے کسی کو دیکھا، کسی کا عہدہ دیکھا تو خواہش آئی اگر وہ محض خیال تک رہے۔ اس کو الھوی کہتے ہیں۔ الھوی کا مطلب ہے عام خواہش کوئی شخص ایسا نہیں جو خواہش سے پاک ہو، خواہش کرنے میں کوئی برائی نہیں۔ اگر اچھائی کی خواہش ہے اس میں کوئی برائی نہیں اس لیے خواہش کو اللہ پاک نے برا نہیں کہا جب خواہش دل پر چھا جاتی ہے تب وہ برائی کی طرف مائل کرتی ہے جب خواہش تھی بندہ اس کو اپنا بھی سکتا تھا اور چھوڑ بھی سکتا تھا۔

اگر خواہش اس درجہ تک چلی جائے کہ دل کو بے چین کردے تو شہوت بن گئی مطلقاً شہوت کو بھی برا نہیں کہا۔ بندے کے اختیار میں ہے ریاضت کرے اسے کمزور کردے۔ یہ خیال آئے کہ میں اپنی خواہشات کا غلام ہوتا جارہا ہوں۔ یہ وہ درجہ ہے جہاں بندے نے حد قائم کرنی ہے۔ بندہ خواہش پر سوار ہے یا خواہش بندے پر سوار ہے۔ اگر خواہش بندے پر سوار ہوجائے تو یہ شہوت ہے۔ اگر شہوت بری چیز کی ہے تو بندے کو ہلاکت کی طرف لے جائے گی۔ اگر اس میں دوام آجائے ہر وقت وہ شہوت بندے کو پکڑے چھوٹے ہی نہ تو محبت ہے۔

شہوت پر محبت کا رنگ چڑھ گیا۔ اللہ نے فرمایا عورتوں کی محبت، اولاد کی شہوت، ان کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں، ان کو دیکھ کر دل کو خوشی ملے جب محبت اور شہوت مل جاتے ہیں تو خطرات شروع ہوجاتے ہیں۔ یہاں بندہ اپنا توازن کھو دیتا ہے۔ قرآن نے اب تیسرا لفظ زینا کہا۔ اگر شہوت کو محبت گھیر لے۔ پہلے شہوت، محبت پھر زینت آگئی جب تین چیزیں جمع ہوجاتی ہیں تو تہیں بن جاتی ہیں۔ اللہ کی قربت کا حسن نظر نہیں آتا۔ انسان کی زندگی میں اللہ کی قربت کا خزانہ دب جاتا ہے۔ اگر شہوت کو روکا نہ جائے تو یہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔

روزگار کی خواہش جائز ہے لیکن روزگار کو اتنا سوار کرلیں کہ حلال وحرام کا فرق مٹالیں تو ناجائز ہے۔ عزت کی خواہش جائز ہے مگر دوسرے کی بے عزتی کا باعث بننے لگے تو گناہ ہے۔ آسائشوں کی خواہش جائز ہے لیکن اگر بندہ راحت کا غلام ہوجائے گا کہ اس کے بغیر رہ ہی نہ سکے۔ نہ ملے تو شکوہ جنم لے تو ناجائز ہے۔ ہر خواہش اگر بری چیز کی نہیں اصلاً جائز ہوگی۔ جب حد تجاوز کرتی ہے تو برائی کے دائرے میں چلی جاتی ہے۔ نافرمانی کا احساس نہیں ہوتا۔ گناہ کرکے گناہ کا احساس نہیں ہوتا۔ مگر ہدایت کی ابتدا اس سے ہوتی ہے کہ یہ شعور بیدار ہوجائے کہ میں اللہ سے دور ہوگیا ہوں۔ مجھے کس شے نے دور کررکھا ہے کیا کیا اسباب بنتے ہیں۔ اللہ سے دوری کے جب بندہ سوچے اور دوری ختم کرنے کی کوشش کرے تو اس کی زندگی میں ہدایت کی ابتدا ہوگی۔

☆☆☆☆☆

خطبہ حجۃ الوداع......انسانیت کا عالمگیر منشور

عالمِ انسانیت کی بقاء تعلیمات مصطفیٰ ﷺ پر عمل پیرا ہونے میں ہے

خطبہ حجۃ الوداع انسانیت کے نام آپ ﷺ کا آخری اور جامع پیغام ہے

ڈاکٹر انیلہ مبشر

9 ذوالحجہ 10 ہجری بروز جمعہ رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع ادا کرتے ہوئے میدان عرفات میں ایک لاکھ چالیس ہزار سے زائد فرزندانِ توحید کے عظیم اجتماع سے مخاطب ہوتے ہوئے ایک فقید المثال خطبہ دیا جہاں اس کا ایک ایک لفظ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور عطر ہے وہاں یہ تاریخ انسانی میں انسانیت کے عالمگیر اور بین الاقوامی منشور کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ اس سے پہلے کسی انسانی معاشرے یا نظام تمدن میں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے اتنے اعلیٰ و ارفع اصول قائم نہیں کیے گئے تھے جو خطبہ حجۃ الوداع میں فرمادیئے گئے۔

اس وقت کی متمدن دنیا پر نظر دوڑائیں تو تمام تر علمی و تمدنی ترقی کے باوجود انسانیت کوچہ و بازار میں سسک رہی تھی۔ مصر، ہسپانیہ، قسطنطنیہ اور سلطنت روما میں سماجی ناہمواری اور انسانی خستہ حالی کے دل خراش مناظر بکھرے ہوئے تھے۔ معاشرتی اور سماجی زندگی نہ ختم ہونے والے طبقات میں بٹی ہوئی تھی۔ طاقتور طبقہ دولت کے نشہ میں چور کمزور طبقات کو کچل رہا تھا۔ سلطنت روما میں غلاموں کا طبقہ ایسا تھا جو کبھی آقا کے برابر حقوق حاصل نہ کرسکتا تھا بلکہ ان کی زندگی اور موت اپنے آقا کی رہین منت تھی۔ غلاموں کو بھوکے شیروں کے آگے ڈال دیا جاتا۔ سلطنت روما میں خصوصی مراعات یافتہ طبقے کا ذکر کرتے ہوئے سید امیر علی روح اسلام میں تحریر فرماتے ہیں:

’’غلام اور لونڈیاں ان کی خدمت پر مامور تھیں۔ ان کا زیادہ تر وقت حماموں میں گزرتا تھا۔ ایک طرف تو عیش و عشرت اور دولت و ثروت تھی اور دوسری طرف عوام میں انتہا درجے کی عسرت وخستہ حالی تھی۔‘‘

ایران کی ساسانی سلطنت میں انسان کسریٰ کے سامنے سجدہ ریز ہونے پر مجبور کیے جاتے۔ معاشرہ امیر و غریب، طاقتور و کمزور طبقات میں منقسم تھا۔ ایران کے زرتشت مذہب اور مانی کے نظریات نے جو اخلاقی آگ روشن کی تھی اس کی کتاب اخلاق میں باپ بیٹی اور بھائی بہن کے مقدس رشتوں کا کوئی احترام نہ تھا اس اخلاقی بے راہ روی کے ساتھ ساتھ عورت قابل اعتبار نہ سمجھی جاتی۔ شوہر بیویوں کو حرم سرا میں بند رکھتے جن کے دروازے قفل بستہ ہوتے۔ عورتوں کے ساتھ ساتھ غلام طبقے سے ہر قسم کی بے انصافی روا رکھی جاتی۔

ہندوستان میں ہندو معاشرہ ذات پات اور عدم مساوات کی بندشوں کا مجموعہ تھا۔ شودر طبقہ شہر کی چار دیواری سے باہر رہنے پر مجبور تھا۔ کوئی شودر مقدس ویدوں کا ایک لفظ بھی سن لیتا تو سزا کا مستحق قرار پاتا تھا۔ منوسمرتی اور منو کے شاستر کی رو سے شودر ملیچھ تھے اور عورتوں کا بہت بہت درجہ تھا۔ منو نے عورتوں سے متعلق مندرجہ ذیل نفرت بھرے الفاظ کہے ہیں:

’’عورتوں میں ناپاک خواہش ہوتی ہے۔ وہ

ارادے کی کچی اور چال چلن کی خراب ہوتی ہیں۔ضروری ہے کہ انھیں رات دن کڑی نگرانی میں رکھا جائے۔‘‘

عورتوں کو اجازت نہ تھی کہ وہ ویدوں کے پاٹھ کریں لیکن وہ دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھائی جاتی تھیں یا پھر مندروں میں ناچنے گانے والی دیوداسوں کا درجہ پاتی تھیں اس انسانی عدم مساوات پر مبنی معاشروں میں انسانی حقوق کے تحفظ میں سب سے موثر اور توانا آواز آنحضرتﷺ کی خطبہ حجۃ الوداع میں ابھرتی ہے جس میں آپ نے اللہ رب العزت کے زیر سایہ معاشرے میں آباد تمام طبقات کے حقوق متعین فرمادیئے۔

حمد و ثنا کے بعد اللہ تعالیٰ کی توحید کے انقلابی عقیدے کا اعلان فرمایا گیا اور اس کی عبودیت کو نظام حیات کی روح کے طور پر پیش کیا گیا اور فرمایا:

تمہیں اللہ سے ڈرنے کی تاکید اور اس کی اطاعت پر آمادہ کرتا ہوں۔

تمام دنیا رنگ ونسل کے بندھن میں جکڑی ہوئی تھی اور آج بھی اس سے آزاد نہیں ہوسکی۔آپ نے رنگ و نسل کے امتیازات کا خاتمہ کرتے ہوئے 14 سو سال بیشتر میدان عرفات میں باآواز بلند فرمایا۔

جاہلیت کے تمام دستور آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔

تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔

کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔

اگر کٹی ہوئی ناک کا کوئی حبشی بھی تمہارا امیر ہو اور تم کو اللہ کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔

یہ وہ زمانہ تھا جب دنیا میں انسانوں کی منڈیاں لگتی تھیں اور ایک غلام کی حیثیت جانور سے بدتر تھی۔آپ نے اس کمزور طبقے کو قوی اور مضبوط بنایا اور ان کا درجہ بلند کرکے دوسرے طبقوں کے برابر قرار دیا اور ان کے لیے مساوات اور

آج بھی اگر عالم انسانیت اپنے نظام حیات کو اس منشور کے مطابق استوار کرلیں تو انسانی کرب و الم کے ہزار در بند ہوجائیں گے اور سطوتِ انسانی کے لیے رحمت الٰہی کا نزول ہوگا

برابری کا دروازہ کھولا۔آپ نے فرمایا:

تمہارے غلام تمہارے ہیں جو خود کھاؤ ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ اگر وہ کوئی ایسا جرم کربیٹھیں جسے تم معاف نہ کرسکو تو اللہ کے بندوں کو بیچ میں ڈالو اور ان کو سزا نہ دو۔

یہ وہ دور تھا جب دنیا کے متمدن معاشروں میں عورت اپنے جائز حق کو ترس رہی تھی۔اسے دوسرے درجے کی مخلوق سمجھا جاتا تھا۔عرب معاشرے میں بیٹیوں کو زندہ دفن کردیا جاتا۔وراثت میں اسے کوئی حق حاصل نہ تھا مگر آپ نے بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے وراثت میں اس کا حق تسلیم کروایا اور کسی کو بھی اسے چھیننے کی اجازت نہ دی۔خطبہ حجۃ الوداع میں آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے وراثت میں ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے اب کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔

لوگو اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو بیوی بنایا ہے۔

عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اور اچھی طرح پہناؤ اور ان کے معاملے میں حسن سلوک سے پیش آؤ۔

عورتوں کے لیے لازم ہے کہ وہ بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں اور اپنے شوہر سے بے وفائی نہ کریں۔

جان و مال کا تحفظ اور عزت و ناموس کا احترام بنیادی انسانی حقوق تصور ہوتے ہیں۔اس کے بغیر کسی بھی معاشرے میں قیام امن اور معاشرتی انصاف ممکن نہیں۔آپ

یہ منشور انسانیت کا بنیادی مقصد ہے اس کی طرف ہر انسانیت کو بلایا جاسکتا ہے۔ ان کلمات سے ہٹ کر زندگی کا جو نقشہ بھی بنایا جائے گا وہ غیر اسلامی ہوگا

نے مسلمانوں کی جان و مال کو ایک دوسرے کے لیے حد درجہ مقدس قرار دیا تاکہ معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے اور سب کو معاشرتی انصاف حاصل ہو۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

لوگو! تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی، اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ دیکھو عنقریب تمہیں خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کرے گا۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے رہو۔

قرونِ وسطٰی میں تحفظ زندگی ناپید تھا۔ قتل کے بدلے نسل درنسل چلتے تھے خود عرب کا قبائلی نظام جاہلیت کے جھگڑوں میں جکڑا ہوا تھا۔ آپ نے اس کے برعکس انسانی محبت، ہمدردی اور درگزر کو اپنا شعار بنایا۔ انسانی کھوپڑیوں کے مینار تعمیر نہ کیے بلکہ فتح مکہ کے موقع پر اپنے تمام جانی دشمنوں کو معاف فرمادیا۔ آپ کا مقصد نظر ایک ایسے معاشرے کی تخلیق تھی جہاں انسانیت پھلے پھولے اور پروان چڑھے۔ چنانچہ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ فرماتے ہیں:

جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ختم کیے جاتے ہیں۔ پہلا خون جو باطل کیا جاتا ہے وہ ربیعہ بن حارث کا ہے۔

انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود میں سب سے بڑی معاشی رکاوٹ سودی نظام ہے۔ چند ہاتھوں میں دولت کا ارتکاز اور اس کی غیر منصفانہ تقسیم امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر بنادیتی ہے۔ چنانچہ آپ نے معاشرے کو سودی کاروبار کی لعنت سے نجات دلاتے ہوئے فرمایا:

آج سے جاہلیت کا سود باطل کیا جاتا ہے۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے سود کو ممنوع فرمادیا ہے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔

اس منشور میں فلاح انسانی چند اور قوانین کا ذکر بھی ملتا ہے۔

مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہوگا۔ باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہیں اور بیٹے کے جرم کا باپ ذمہ دار نہیں۔

قرض ادا کیا جائے۔ عطیہ لوٹا دیا جائے۔ ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔

اللہ کی بارگاہ میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین متواتر یعنی ذیقعدہ، ذی الحج اورمحرم ہیں اور ایک مہینہ رجب ہے جو تنہا آتا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ شیطان اب اس سرزمین پر پوجا نہیں جائے گا مگر وہ چھوٹے گناہوں میں اپنی اطاعت کروائے گا۔ اپنا دین اس سے محفوظ رکھو۔ آپ نے اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے اور کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کی تاکید کی۔

مولانا نعیم صدیقی اپنی تصنیف ''محسن انسانیت'' میں تحریر فرماتے ہیں:

یہ منشور انسانیت کا بنیادی مقصد ہے اس کی طرف ہر انسانیت کو بلایا جاسکتا ہے۔ ان کلمات سے ہٹ کر زندگی کا جو نقشہ بھی بنایا جائے گا وہ غیر اسلامی ہوگا۔ یہ منشور کسوٹی ہے جس پر ہم مسلمان اپنی ہر قیادت کے کارنامے پرکھ سکتے ہیں۔

الغرض اس خطبے کے ذریعے نوع انسانی کی اصلاح کے مشن کی تکمیل کردی گئی ہے۔ یہ پیغمبر آخرالزماں کا انسانیت کے نام آخری پیغام ہے۔ یہ پیغام آنے والے تمام زمانوں اور تمام معاشروں کے لیے ہے۔ آج بھی اگر عالم انسانیت اپنے نظام حیات کو اس منشور کے مطابق استوار کرلیں تو انسانی کرب والم کے ہزار در بند ہوجائیں گے اور سطوتِ انسانی کے لیے رحمت الٰہی کا نزول ہوگا۔

☆☆☆☆☆

قائد اعظمؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قائد اعظم کی فکر شمع رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اکتساب نور کی مرہون منت تھی

بانی پاکستان نے فرمایا میں نے لنکنز ان یونیورسٹی میں صرف اس لئے داخلہ لیا کہ اس کے دروازے پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام کندہ تھا

محمد ابوبکر فیضی

عشق کا کمال یہ ہے کہ عاشق کے افعال واقوال، رفتار وگفتار، عادات، اطوار، اخلاق وخصائل غرض اس کے تمام افکار و اعمال میں محبوب کی پسند ناپسند اور اسی کا تصور ہی پیش نظر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم لکھتے ہیں:

عشق وعرفان کا کمال یہ ہے کہ عاشق کی مرضی معشوق کی مرضی میں ضم ہوجائے۔ اسلام کے بھی یہی معنی ہیں۔ خدا کی مشیت کے سامنے انسان کی کامل تسلیم مشیت۔ اس تسلیم ورضا کی بدولت رسول اللہ ﷺ کو یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ

تہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

جب اسی عشق کا مظاہرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگیوں میں دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں عشق نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ صحبت اور محبت سے پیدا ہوا، اور اس میں اتنی شدت تھی کہ والدین، اہل وعیال سب آپ ﷺ کے عشق کے سامنے ہیچ تھے۔ اس لئے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اسلام کی ترویج وترقی عشق رسول ﷺ کی بدولت ممکن ہوئی بلکہ عشق رسول ﷺ ہی کا دوسرا نام اسلام ہے۔

حیات انسانی کا اولین اور بنیادی مقصد یعنی دنیا میں کلمہ حق بلند کرنا اور منصب خلافت کا اہل بننا، یہ عشق رسول ﷺ کے بغیر ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ حضور ﷺ کی تعلیمات کا اثر ہے کہ مسلمان اسرار تقدیر الٰہی سے واقف ہوئے۔ اسی لئے اقبال کے نزدیک عشق رسول ﷺ کے بغیر انسان صفات ایزدی کا مظہر نہیں بن سکتا اور نہ ہی صفات نبوی اس کے اندر پیدا ہوسکتی ہیں۔ پیغمبر ﷺ اسلام سے عشق ومحبت ہر صاحب عقل وبصیرت کو ہونی چاہئے کیونکہ جب خالق خود عاشق رسول ہے تو مخلوق کو بھی سرتاپا اسی کے عشق میں ڈوبا ہونا چاہئے اور جس کے اندر یہ جذبہ عشق نہیں تو بقول اقبال ایسا انسان مسلمان ہی نہیں بلکہ کافر ہے۔

قلب را از صبغۃ اللہ رنگ دہ
عشق را ناموس ونام وننگ دہ
طبع مسلم از محبت قاہراست
مسلم از عاشق بنا شد کافر است

قائد اعظمؒ کی حیات و خدمات کی تابندگی دراصل شمعِ رسالت ﷺ سے اکتساب نور کی مرہون منت تھی۔ واقعات وشواہد کی روشنی میں اگر قائد اعظمؒ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی چاہت اور الفت میں کسی ثقہ اور پابند شریعت مسلمان سے کسی طرح بھی کم نہ تھے، یہی وجہ تھی کہ تحریک پاکستان کے رہنما اور مولانا اشرف علی تھانوی کے حلقہ بگوش مولانا شبیر احمد عثمانی نے قائد اعظمؒ کو اورنگ زیب عالم گیر کے بعد دوسرا بڑا مسلمان قرار دیا تھا۔

جب بانی پاکستان کی زندگی کی ورق گردانی کی جائے تو آپ کی شخصیت محبت رسول ﷺ سے لبریز نظر آتی ہیں، یہ ہی وہ نسبت تھی جس نے عرب کے اجڈ بدوں کو قوم کا امام

بنادیا ،اسی نسبت کا فیضان ہے کہ جب بابائے قوم کی حیات کو دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں تاجدار کائناتﷺ کی سیرت میں ڈھلتی نظر آتی ہے۔ ذات رسالت مآبﷺ کے ساتھ انہیں جو والہانہ عقیدت تھی اس کا اظہار ان کے خطبات سے بخوبی ہے۔

مئی 1937ء کے آخری ہفتے میں کاؤس جی جہانگیر یہال بمبئی میں حضور نبی کریمﷺ کے یوم ولادت با سعادت (عید میلاد النبیﷺ) کی نسبت سے ایک ایمان افروز اور روح پرور تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں محمد علی جناحؒ نے اس تقریب سعید سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

حضور سرورِ کائنات محمد رسول اللہ نے ہمیں نہ صرف ایک مذہب (دین حنیف) دیا بلکہ ایک ضابطہ حیات دیا جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ یہ ایک روحانی، اخلاقی،معاشی اور سیاسی ضابطہ ہے جس نے دنیا کے بدلتے ہوئے تغیر پذیر حالات اور واقعات کا ساتھ دیا ہے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں اور اس میں کوئی بڑھائی نہیں کہ ہم محض زبانی کلامی اور طوطے کی طرح حضورﷺ کی تعریف کرتے رہیں اور اس نظام کی تعریف کریں اور ماضی پر انحصار کریں۔

آپ نے حاضرین اور سامعین سے سوال کیا: ہم کہاں ہیں؟ اور مختصر سے وقفے کے بعد آپ نے بنفس نفیس فرمایا: ہم کہیں بھی نہیں ہیں، ہمارا کوئی وجود نہیں۔

ہم حضور اکرمﷺ کے اہل ثابت نہیں ہوئے جنہوں نے ہمارے لیے ایک قابل قدر اور قابلِ فخر ورثہ چھوڑا۔

جس کی بنیاد آزادی، اخوت، بھائی چارہ اور مساوات پر ہے۔ آپ نے حاضرین سے پوچھا! آپ کب تک خواب غفلت میں پڑے رہیں گے؟ بعدا زاں آپ نے ایک جم غفیر سے اپیل کرتے ہوئے فرمایا:

آپ اپنے سیرت و کردار کی تشکیل اور تعمیر کیجئے۔

آپ نے حاضرین کو یقین دلایا کہ اگر آپ اس پر عمل پیرا ہونے میں کامیاب ہوگئے تو یقین کیجئے کامیابی و کامرانی آپ کے قدم چومے گی۔

(قائد اعظم اور ان کا عہد(انگریزی) جلد اول مرتبہ شریف المجاہد قائد اعظمؒ اکیڈمی کراچی 1990ء صفحات 349،348)

آپ کے نزدیک دنیوی زندگی کی کامیابی ہو یا آخرت کے فوز وفلاح عشق رسولﷺ کے بغیر ناممکن ہے۔تسخیر کائنات جیسا اہم زمانہ بھی اس وقت انجام کو پہنچ سکتا ہے جب مسلمان حضورﷺ کے عشق سے فیض یاب ہوکر اقوام عالم میں پھیل جائے۔

6 جنوری 1938ء کو مومن انصار جماعت سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے فرمایا:

جب رسول مقبولﷺ نے اپنے دین کی تبلیغ شروع کی تو وہ دنیا بھر میں صرف ایک اقلیت میں تھے لیکن قرآن مجید کی اعانت سے انہوں نے ساری کائنات کو چیلنج کیا اور مختصر ترین مدت میں دنیا میں عظیم ترین انقلاب برپا کر دیا۔ اگر مسلمان یقین کی وہ قوت، تنظیم،نظم و ضبط اور ایثار کی وہ طاقت حاصل کر لیں تو انہیں ساری دنیا کی معاندانہ قوتوں سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنی سہل انگاری کو جھٹک دیں، شکست خوردہ ذہنیت اور مایوسی سے نجات حاصل کر لیں۔ وہ اپنا یقین دوبارہ حاصل کریں، اپنی روحوں کو دوبارہ تسخیر کریں اور ہند میں اپنی تاریخ ایک بار پھر رقم کریں۔

(قائد اعظمؒ: تقاریر و بیانات جلد دوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی بزمِ اقبالؒ لاہور، 1997ء ص: تا199۔)

سندھ صوبائی مسلم لیگ کونسل سے 23 فروری 1947ء کو کراچی میں خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے قوم پر زور دیا کہ وہ حضور نبی کریمﷺ کے نقشِ پاک اسوہ حسنہﷺ کی پیروی کریں۔

ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں اور اس سے بہت زیادہ حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم اس راہ سے انحراف نہ کریں جو عظیم ترین پیغمبر محمدﷺ نے ہمارے لیے متعین کی تھی۔ آپ کو یہ یاد رکھنا ہوگا کہ ہم دنیا میں اپنا مقام صرف اس وجہ سے کھو بیٹھے کہ ہم نے کسی نہ کسی وجہ سے آپﷺ کے نقشِ پا پر چلنا چھوڑ دیا۔ (دی پاکستان ٹائمز، 25فروری 1947ء)

25 جنوری 1948ء کو قائد اعظم محمد علی جناحؒ گورنر

جنرل پاکستان نے عید میلاد النبیﷺ کی تقریب سعید اپنے اعزاز میں کراچی بار ایسوسی ایشن کی جانب سے دیئے گئے ایک استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اس زمانہ کے مطابق رسول اللہﷺ کی زندگی سادہ تھی۔ تاجر کی حیثیت سے لے کر فرمانروا کی حیثیت تک آپ ﷺ نے جس چیز میں بھی ہاتھ ڈالا کامیابی نے آپﷺ کے قدم چومے۔ رسول کریمﷺ عظیم ترین انسان تھے جن کا چشم عالم نے کبھی آپ ﷺ سے پہلے نظارہ نہیں کیا۔

کبھی میرے سامنے آنے کی جرات نہ کرنا۔ تیرا میرا رشتہ اسلام کے ناطے سے تھا، وہ ختم ہوگیا تو اب تیرا کوئی رشتہ مجھ سے نہیں رہا۔

1892ء میں نو عمر محمد علی جناح قانون کی تعلیم حاصل کرنے انگلستان پہنچے اس سے پیشتر کہ وہ کسی ادارے میں داخل ہوئے انہوں نے بیر سٹری(وکالت) کے چار مشہور معروف تعلیمی اداروں کا مطالعہ اور معائنہ کرنیکا فیصلہ کیا وہ اپنے رہنما کے ساتھ تعلیمی ادارون انرٹمپل ان (INNER TEMPLEINN) مڈل ٹمپل (MIDDLE TEMPLE) اور گریزان(GRAYS INN)) کو دیکھ چکے تھے کے بعد لنکنزان (LINCOLNS INN) میں داخل ہوئے تو انہوں نے اس تعلیمی ادارے کی دیوار پر خوبصورت تحریر دیکھی۔ اس پر انہوں نے اپنے گائیڈ سے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ گائیڈ نے جواب دیا دنیا میں جتنے بھی مقنن (قانون دینے والے) گزر رہے ہیں، ان کے نام اس پر کندہ ہیں۔

اس نو عمر طالب علم نے فوراً دریافت کیا سب سے اوپر یعنی سرفہرست کس کا نام درج ہے؟

گائید نے کہا مقنن اعظم (قانون دینے والوں میں سب سے بڑے) محمدﷺ کا نام ہے

یہ سنتے ہی محمد علی جناح وہیں رک گئے۔ مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے آگے نہیں بڑھے بلکہ وہیں یہ فیصلہ کیا کہ وہ اس ادارے میں قانون کی تعلیم حاصل کریں گے۔

ان کا یہ فیصلہ اسلام اور پیغمبرﷺ اسلام سے بے پناہ محبت اور گہری عقیدت کا زندہ جاوید ثبوت ہے۔ (اعجاز احمد، ہمارے قائد اعظمؒ ص 8۔7)

1947ء میں قائد اعظمؒ نے کراچی میں وکیلوں کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے لنکنزان میں اپنے داخلہ لینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا:

ایک مسلمان کی حیثیت سے میرے دل میں رسول کریمﷺ کی جن کا شمار دنیا کے عظیم ترین مدبروں میں ہوتا ہے، بہت عزت تھی۔ ایک دن اتفاقاً میں لنکنز ان گیا اور میں نے دروازے پر پیغمبر اسلام کا نام مبارک کھدا دیکھا۔ میں نے لنکنز ان میں داخلہ لے لیا کیونکہ اس کے دروازے پر آنحضرتﷺ کا نام دنیا کے عظیم قانون سازوں میں سرفہرست لکھا تھا۔(ہمارے قائد اعظمؒ اعجاز احمد،ص28)

قائد اعظمؒ ملت اسلامیہ کے تمام دکھوں کا مداوا اور تمام مشکلات کا حل آنحضرت حضور نبی کریمﷺ کی ذات با برکات کے اسوہ حسنہ میں سمجھتے تھے۔ ان کا ایمان تھا کہ حضور اکرمﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے سے ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ 14 فروری 1948ء کو شاہی دربار سبی (بلوچستان) میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلامﷺ نے ہمارے لیے بنایا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں

(رئیس احمد جعفری، خطبات قائد اعظمؒ ص 595)

قائداعظم نے آخری ایام میں فرماتے تھے کہ

یہ مشیت ایزدی ہے ۔ یہ حضرت محمد مصطفیﷺ کا روحانی فیض ہے کہ جس قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دارنے قرطاس سفید سے حرف غلط کی طرح مٹانے کی سازش کر رکھی تھی آج وہ قوم آزاد ہے۔ اس کا اپنا ملک ہے اپنا جھنڈا ہے اپنی حکومت ہے ،اپنا سکہ ہے ، اپنا آئین ہے اور اپنا دستور ہے۔ کیا کسی قوم پر اس سے بڑھ کر خدا کا کوئی اور انعام ہوسکتا ہے ۔ یہی وہ خلافت ہے جس کا وعدہ خدا نے رسول

اکرمﷺ سے کیا تھا کہ اگر تیری امت نے صراط مستقیم کو اپنے لیے منتخب کر لیا تو ہم اسے زمین کی بادشاہت دیں گے۔ خدا کے اس انعام عظیم کی حفاظت ہر پاکستانی مرد وزن، بچے، بوڑھے اور جوان پر فرض ہے، جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری قوم آج آزاد ہے، تو میرا سر عجز و نیاز کی فراوانی سے بارگاہ رب العزت میں سجدہ شکر بجالانے کے لیے فرط انبساط سے جھک جاتا ہے۔

(رئیس احمد جعفری، خطبات قائد اعظمؒ ص 596)

اسی طرح دستور ساز اسمبلی کے موقع پر دوران تقریر 14 اگست 1947ء کو آپ نے فرمایا:

شہنشاہ اکبر نے غیر مسلموں کے ساتھ جو خیر سگالی اور رواداری کا برتاو کیا وہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس کی ابتدا آج سے تیرہ سو سال پہلے ہی ہمارے رسولﷺ سے کر دی تھی۔ انہوں نے زبان ہی سے نہیں بلکہ عمل سے یہود و نصاری پر فتح حاصل کرنے کے بعد نہایت اچھا سلوک کیا ان کے ساتھ رواداری برتی اور ان کے عقائد کا احترام کیا۔ مسلمان جہاں کہیں بھی حکمران رہے، ایسے ہی رہے۔ ان کی تاریخ دیکھی جائے تو وہ ایسے ہی انسانیت نواز اور عظیم المرتبت اصولوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے جن کی ہم سب کو تقلید کرنی چاہیے۔

(رئیس احمد جعفری، خطبات قائد اعظمؒ)

اسلام مسلمانوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ دشمن سے انتقام لو، تلوار سے نہیں رواداری سے۔ حضور نبی کریمﷺ نے بھی اپنے بدترین دشمنوں کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔ قائداعظم نے انہی اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت پر زور دیتے ہوئے 24 اگست 1947ء کو فرمایا: قائد اعظیم کی حضورﷺ سے والہانہ کا بے مثال ثبوت ہے کہ آپ نے 14 فروری 1948ء کو سبی کے شاہی دربار میں دہرائی اور فرمایا:

ہماری نجات پیغمبر اسلام کے بیان کردہ سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہونے میں ہی مضمر ہے۔ آیئے ہم اپنی جمہوریت کی عمارت حقیقی اسلامی نظریات اور اصولوں کی بنیادوں پر استوار کریں۔

(رئیس احمد جعفری، خطبات قائد اعظمؒ ص 607)

مولانا شبیر احمد اخگر فرماتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے 1945ء میں الیکشن کے زمانہ میں یو پی کے تھانہ بھون کی جامع مسجد میں وعظ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ محمد علی جناح ایسا ہے، ویسا ہے، مگر رات کو جو میں نے خواب دیکھا ہے وہ کچھ اور ہی ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک وسیع و عریض میدان ہے، جس میں کروڑ ہا تعداد میں لوگ ہیں۔ درمیاں میں ایک مرصع تخت ہے، جس کا حسن اور خوبی بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں، وہ کسی اور دنیا کا تخت ہے، اس تخت پر حضور اکرمﷺ اور ایک داڑھی منڈھا شخص تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ یہ شخص آپ کے ساتھ کون ہے؟ حضور سرور کائناتﷺ نے فرمایا یہ محمد علی جناحؒ ہے۔ اس منظر اور بیان سے مترشح ہے کہ قائد اعظم کو حضورﷺ کے ساتھ بے حد محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ حضورﷺ کے بہت قریب تھے۔

(روزنامہ پاکستان، مجیب الرحمٰن شامی، 23 نومبر، 2018)

19 فروری 1948ء کو آسٹریلیا کے باشندوں کے نام ایک نشری پیغام میں قائد اعظم نے فرمایا کہ پاکستان کی آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ ہم حضرت محمد مصطفےﷺ کی تعلیمات کے پیروکار ہیں اور اسلامی برادری سے تعلق رکھتے ہیں، جس میں حقوق شرف واحترام اور تکریم ذات کے اعتبار سے تمام افراد برابر ہیں۔ اسی بنا پر ہم میں اخوت اور وحدت کا بڑا گہرا جذبہ موجود ہے۔ ہماری اپنی تاریخ اور اپنی رسوم و روایات ہیں، ہم ایک مربوط فکر، نقطہ نگاہ اور احساس دروں سے سرشار ہیں اور یہی وہ عوامل ہیں، جو قومیت کی تشکیل کی بنیاد بنتے ہیں۔

(روزنامہ پاکستان، مجیب الرحمٰن شامی، 23 نومبر، 2018)

مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال کا یہ ایمان تھا کہ کوئی قوم اس وقت تک زندہ وجاوید نہیں رہ سکتی، جب تک وہ سیرت مصطفیٰﷺ کے نصب العین کو اپنی شاہراہ حیات کی منزل مقصود نہ بنا لے، بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس فکر کو عملی جامہ پہنایا۔ قائداعظم اپنے قول و کردار میں اقبال کے مرد مومن کا عملی پیکر تھے۔ مومن کا سینہ عشق مصطفےﷺ کا گنجینہ ہوتا ہے۔ ☆☆☆☆☆

تعلیم سماجی و معاشی ترقی کا زینہ ہے

تعلیم کا بنیادی مقصد بہتر نشو و نما اور اخلاقیات کو سنوارنا ہے

پائیدار معاشی ترقی تعلیم یافتہ افراد کے بغیر ناممکن ہے

اسلام واحد ضابطہ حیات ہے جس میں تعلیم کو بنیادی فوقیت حاصل ہے

سمیہ اسلام

علم دین کا ہو یا دنیا کے کسی شعبے کا، وہ بہر حال انسانیت کے لیے تمغہ فضلیت اور طرہ امتیاز ہے اور تعلیم کا مقصد فضل وکمال سے آراستہ ہونا اور میراثِ انسانیت کا حاصل کرنا ہے۔تعلیم معاشرے کے ہر فرد کی بنیادی ضرورت ہے۔ کسی بھی قوم یا معاشرے کیلئے علم ترقی کی ضامن ہے یہی علم قوموں کی ترقی اور ان کے زوال کی وجہ بنتی ہے۔اسلام نے شروع ہی سے علم حاصل کرنے پر حوصلہ افزائی کی ہے اس کے ابتدائی آثار ہمیں اسلام کے عہد نبوی میں ملتے ہیں چنانچہ غزوہ بدر کے قیدیوں کی رہائی کیلئے فدیہ کی رقم مقرر کی گئی تھی ان میں سے جو نادار تھے وہ بلا معاوضہ ہی چھوڑ دیئے گئے لیکن جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے انہیں حکم ہوا کہ دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو چھوڑ دیئے جائیں گے ۔چنانچہ سیدنا زید بن ثابتؓ نے جو کاتب وحی تھے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا اسی بات سے ہم اندازہ لگا سکتے ہے کہ تعلیم کی کیا اہمیت ہے اور اس کا حصول کتنا ضروری ہے۔

اسلامی تاریخ میں ہمیں بڑے نامی گرامی علم دان ،سائنسدان ، اکنامسٹ اور سوشل سائنٹسٹ ملتے ہیں جہاں عمر خیام، ابن سینا، شرف الدین التوسی ، ابو نصر منصور اور الخوارزمی جیسے آسٹرونومر بھی پیدا ہوئے۔اسکے علاوہ نیورولوجی کے بانی ابن زھر، سائیکولوجی کے بانی الکندی، مینٹل ہیلتھ کے بانی احمد بن البلخی ، نیوروسرجری کے بانی ابو قاسم الزھراوی ،جدید کیمسٹری کے بانی جابر بن حیان، مشہور تاریخ دان و اکنامسٹ ابن خلدون،الماوردی ، ناصر التوسی، ابن تیمیہ اور ابن النفیس جیسے معاشی ماہرین پیدا ہوئے۔

تعلیم اور ترقی کا آپس میں گہرا ربط ہے۔ کہتے ہیں تعلیم ترقی کا زینہ ہے لیکن عام طور پر ترقی کی اصطلاح کو محدود معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ تعلیم کے ذریعے ایک بہتر نوکری کا حصول آسان ہو جاتا ہے یا پڑھے لکھے شہری معاشی ترقی میں کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ ترقی کا محدود تصور ہے کیونکہ محض بڑے بڑے آبی ذخائر، ریلوے ٹریک، پختہ شاہراہیں، بلند و بالا عمارتیں اور شاپنگ پلازے کسی ملک کی ترقی کے آئینہ دار نہیں ہوتے۔

آج کے جدید اور ترقی یافتہ دور میں اگر کسی بھی ملک وقوم کو آگے بڑھنا ہے تو یہ بات تو طے ہے کہ ان کی ترقی کا سفر حصول علم اور فروغ علم کے بغیر جاری نہیں رہ سکتا ۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہر اس ملک میں جہاں تعلیم کی شرح تسلی بخش نہیں وہاں پر ترقی کی رفتار خود بخود دست پڑنے لگتی ہے ۔ اس لیے اگر یہ کہاجائے تو غلط نہ ہوگا کہ آج کا دور تعلیم اور تحقیق کا دور ہے ۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔

علم وہنر میں مہارت اور مقابلے کا دور ہے ۔ غور کیاجائے تو تعلیم کی اہمیت اور ضرورت کو زمانہ قدیم سے ہی تسلیم کیا جاتا رہا ہے ۔ اگر ہم پانچ سوسال قبل مسیح سے آج تک کے ماہرین تعلیم اور حکماء کے خیالات اورنظریات کو یک جا

کر کے دیکھیں تو ہمیں اس بات کا بہ خوبی اندازہ ہوجائے گا کہ تعلیم کا مقصد درحقیقت انسانی ذہن کی بہتر نشوونما، اخلاقیات اور انسانی قدروں کو سنوارنا ، معاشرتی رویوں کو صحیح رخ فراہم کرنا اور انسانی ذہن کی علم کے ذریعے آبیاری کر کے فرد اور معاشرے کو صحت مند بنانا ہے، اس کے ساتھ ساتھ نئی نسل کو ایسی تربیت دینی ہے جس کی بدولت وہ نہ صرف اپنے لیے بلکہ ملک کے لیے بھی ایک اچھا اور مفید شہری ثابت ہوسکیں ۔دنیا میں ہمیں اپنے مقاصد حاصل کرنے اور اپنی عزت کروانے کے لیے ہمیں پہلے اپنی کمزوریوں اور حقیقتوں کو تسلیم کرنا ہوگا پھر ان خرابیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے عملی اقدامات کرنے ہونگے۔ آج کے دور میں قوموں کی ہار، جیت کا فیصلہ جنگوں اور ہتھیاروں سے نہیں بلکہ اس کی معاشرتی، سماجی، تعلیمی اور معاشی ترقی سے ہوتا ہے۔

ترقی کا ایک اوراہم پہلو اس کی پائیداری (sustainability) ہے۔ پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں 9/11 کے واقعے کے بعد پاکستان کے زرِ مبادلہ کے ذخائر بلندیوں کو چھو رہے تھے اور معاشی اعداد وشمار بھی متاثر کن تھے لیکن کچھ ہی مدت میں معاشی نقشہ بدل گیا اور معاشی ترقی روبہ زوال ہوگئی۔ اس لیے کہ وہ ایک پائیدار ترقی نہیں تھی۔ عالمی کمیشن برائے ماحول اور ترقی کے مطابق پائیدار ترقی وہ ہے جو آنے والی نسلوں کا مستقبل داؤ پر لائے بغیر حال میں بہتری لائے۔

پائیدار معاشی ترقی کا تصور تعلیم یافتہ اور پڑھے لکھے لوگوں کے بغیر ادھورا ہے۔ یہ تعلیم ہی ہے جو مفید مہارتیں، نظریات، قدریں اور وہ تصورات سکھاتی ہے جن کی بنیاد پر معاشرے میں شہریوں کی سوچ تشکیل پاتی ہے۔تعلیم ہی ایک عام معاشرے کو تعلیم یافتہ معاشرے میں بدل سکتی ہے اور اسی کی بنیاد پر عصرِ حاضر کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے تخلیقی قسم کے جوابات ملتے ہیں۔

معاشی واقتصادی ترقی کیلئے بھی اگر جدید علوم ، جدید ٹیکنالوجی اور تحقیق ومعلومات نہ ہوں تو آپ آگے نہیں بڑھ سکتے اس لئے ہمیں ہر شعبے میں جدید علوم حاصل کرنا بہت ضروری ہے چاہے وہ نیچرل سائنس ہو، انجینئرنگ وٹیکنالوجی ہو، میڈیکل وہیلتھ سائنس ہو، ایگریکلچرل سائنس ہو یا سوشل سائنس ہو۔ ہمیں اپنی درس گاہوں میں ان تمام علوم اور انکی تمام ذیلی شاخوں پر حقیقی معنوں میں علم وتحقیق کے دروازے کھولنے ہونگے۔ یوں تو سائنس کی ہر شاخ اور انکی ذیلی شاخوں کی جدید تعلیم اورآگاہی بہت ضروری ہے اور ہمیں ہنگامی بنیادوں پر ہر اس جدید علم کے حصول کو یقینی بنانا چاہیے جس سے پاکستانی معیشت بہتر اور ترقی یافتہ ہو۔

یہاں ایک اہم سوال ابھرتا ہے کہ کیا محض شرح خواندگی ہی ترقی کے امکانات بڑھانے کا باعث بنتی ہے؟اس سوال کا جواب نفی میں ہے کیونکہ صرف شرح خواندگی نہیں بلکہ معیارِ تعلیم ہے جو کہ پائیدار معاشی وسماجی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے اگر ہم پاکستان کے مرکزی دھارے کے سکولوں میں تعلیم کے معیار کا جائزہ لیں تو ہمیں تعلیمی عمل معروف ماہرِ تعلیم پالو فریرے کے Banking Concept of Knowledge کے مطابق نظر آتا ہے جہاں طلبہ خاموش سامعین کی طرح پیچھے بیٹھتے ہیں۔ اساتذہ معلومات طلبہ تک معلومات منتقل کرتے ہیں اورطلبہ اپنی یاد داشت کی بنیاد پر امتحانات میں یہ معلومات پرچے پر منتقل کر دیتے ہیں اور یوں اعلیٰ گریڈز حاصل کرلیتے ہیں۔ تدریس وتعلیم کا یہ طریقہ کار اس وجہ سے ناقص ہے کہ یہ محض روبوٹ پیدا کرتا ہے جو فہم وفراست سے عاری ہوتے ہیں۔

سماجی اور معاشرتی ترقی کیلئے تعلیم کا کردار بے حد اہم ہے، تعلیم کو بہتر مقاصد کے حصول کیلئے استعمال کیا جانا چاہئے، اعلیٰ کارکردگی کی بنیاد پر طلباء اور طالبات کی بلاامتیاز حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔تعلیم کا جامع تصور یہ ہے کہ اسے متعلمین کے علم، رویوں اور مہارتوں کو جلا دینی چاہیے۔تعلیم کا ایک اور بڑا مقصد جو کہ پائیدار ترقی کا ضامن ہے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ طلبہ میں آزادیِ فکر اور تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارا اور نکھارا جائے لیکن بدقسمتی سے یہ سوچ ہمارے مرکزی دھارے کے سکولوں میں خال خال ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ طلبہ کو تعلیم اس قدر توانا بنا دے کہ وہ سیکھے ہوئے علم کا نہ صرف نئی صورتحال میں اطلاق کرسکیں بلکہ اس کا مکمل ادراک بھی کر سکیں۔تعلیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ طلبہ میں تنقیدی سوچ

کو پروان چڑھا سکے تاکہ وہ بحیثیت متعلمین نہ صرف معاشرے کے مرکزی دھارے میں شامل ہوسکیں بلکہ اس قدر جرات مند بھی ہوں کہ وہ معاشرے کے ممنوعات کو بھی للکار سکیں۔مگر ہم نے علم کے حصول کی طرف دھیان نہ دیا اور اغیار نے علم کی اہمیت اور افادیت کو سمجھا اسی لئے گذشتہ کئی صدیوں سے غیر مسلم تعلیمی میدان میں ہم سے بہت آگے رہے ہیں اور گذشتہ کئی صدیوں سے بے شمار جدید ایجادات کیلئے ہم غیر مسلم کے مرہون منت ہیں۔

ماہرین تعلیم کا کہنا ہے کہ ترقی پذیر اور یافتہ ممالک کے تعلیمی معیار میں تفاوت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں تعلیمی اداروں میں زیادہ تعداد میں اساتذہ فراہم ہی نہیں کیئے جاتے نہ ہی وسائل دیئے جاتے ہیں جو معیاری تعلیم کے لئے ناگزیر ہیں،ٹیچر کو بھی بااختیار نہیں بنایا جاتا، اساتذہ کی عدم مشاورت سے حکومت بڑی بڑی پالیساں لے آتی ہے جو زمینی حقائق سے کوسوں دور ہوتی ہیں۔عالمی سطح پر انسانی ترقی ماپنے کا پیمانہ ہیومن ڈویلپمنٹ انڈیکس ہے،جس کی روشنی میں معاشرہ کی تعلیم،صحت اور فی کس آمدنی دیکھی جاتی ہے، لاکھوں بچوں اور بچیوں کو مدارس سے باہر رکھ کر معاشی ترقی کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا نجانے ارباب اختیار کی پہلی ترجیح شعبہ تعلیم کب ہوگی؟ جنوبی پنجاب کو دیگر علاقہ جات کے ہم پلہ لانے کا واحد راستہ اس خطہ میں بلا امتیاز تعلیمی ترقی کیلئے وسائل کی فراہمی اور نئے تعلیمی اداروں کا قیام ہے۔

آج وہی قومیں ترقی کررہی ہیں جنھوں نے روایتی شعبوں کے علاوہ اعلیٰ ٹیکنالوجی کی صنعتوں ، تحقیق ونمو اور سائنس و ٹیکنالوجی کے شعبوں میں تعلیم عام کی اور اس میں سرمایہ کاری کی ہے ۔ یورپی ممالک تو ایک طرف رہے تھائی لینڈ،کوریا ، ملائشیاء اور سنگاپور جیسے ممالک بھی تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں جدید علوم کے حصول اور اس پر سرمایہ کاری کرنے کی ہی وجہ سے آج دنیا میں اپنا ایک مقام بنا چکے ہیں اور معاشی و اقتصادی طور پر ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں شامل ہوچکے ہیں ۔ہم بھی اگر معاشی ترقی کی طرف اپنے ملک کو گامزن کرنا چاہتے ہیں تو اپنے ملک میں اعلیٰ ٹیکنالوجی کی صنعتوں ، تحقیق ونمو اور سائنس وٹیکنالوجی کے شعبوں میں تعلیم کو عام کرنا ہوگا۔تاکہ ترقی کی منازل طے کرنے میں تعلیم تاریک راستوں میں مشعل کا کام کرے۔

☆☆☆☆☆

میں سو رہا تھا ازل میں، کئی زمانوں سے
اتار لایا کوئی جا کے آسمانوں سے

مجھے بہت ہی مری خواب گہ، مرا بستر
مجھے غرض نہیں جنت نما مکانوں سے

کوئی جہان میں ہم سا بھی سادہ لوح نہیں
بہل ہی جاتے ہیں وعدوں سے یا بیانوں سے

جو چھین لے گئے دل سے قرار، آنکھ سے خواب
پناہ! آتش و آہن کے سائبانوں سے

اسے کہو کہ وہ اب ہاتھ سے کماں رکھ دے
نہ کھیل کھیلے کوئی زخم خوردہ جانوں سے

اک امتحان سے گزرے ہیں ہم تسلسل سے
سبق نہ سیکھ سکے اتنے امتحانوں سے

یہ جان لیوا، سیاسی نظام کی دلدل
گلہ گزار ہے اس قوم کے جوانوں سے

کہاں سے آئے ہیں انبار مال و دولت کے
یہ قوم پوچھتی ہے پچھلے حکمرانوں سے

ہماری نسلوں کو مقروض کرنے والو، سنو!
تمام قرض اتارو چھپے خزانوں سے

جنھوں نے بانٹ لیا ہے وطن کو آپس میں
نجات پائی ہے اب مِل کے ان گھرانوں سے

لٹا دی ہم نے جہاں عمر کی جمع پونجی
انیسِ جاں! ہمیں کیا لینا اُن دکانوں سے

(محمد انیس انصاری)

بچوں کو کامیاب بنانے کے اصول

والدین اور اساتذہ کرام بچوں کے مستقبل کے معمار ہیں

بچوں میں خود اعتمادی، وقت کی قدر، مستقل مزاجی اور احساس ذمہ داری جیسی عمدہ صفات کو ابھارنا والدین و اساتذہ کی ذمہ داری ہے

رابعہ فاطمہ

بچے قوم کے مستقبل معمار ہوتے ہیں انہوں نے ہی آئندہ نسلوں کو پروان چڑھانا ہوتا ہے۔ اسی لیے ان کی اعلیٰ تعلیم و تربیت اور مناسب پرورش والدین و اساتذہ کی اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔ بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود کو کہا گیا ہے۔ جب بچہ اس دنیا میں اپنی آنکھیں کھولتا ہے تو اسے کسی چیز کا ادراک نہیں ہوتا لیکن جیسے جیسے وہ اپنے شعور کی منازل طے کرتا ہے تو وہ اپنے آس پاس کے ماحول سے آشنائی کے ساتھ ساتھ بے شمار چیزیں سیکھتا ہے اور سب سے پہلے جس سے اس کی شناسائی ہوتی ہے وہ اس کی ماں ہوتی ہے اس کی پرورش کے ساتھ ساتھ وہ اس کی پہلی استاد طبعی ہوتی ہے۔ بچے کورے کاغذ کی طرح ہوتے ہیں ان پر جو بھی تحریر کیا جائے وہ اپنا نقش چھوڑ جائے گا۔ اس لیے ان کے بہترین مستقبل کے لیے ان کو اچھی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے والدین کو چاہیے کہ پہلے اپنی طرف توجہ دیں جو چیزیں یہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچوں میں نہ ہوں خود بھی وہ کام نہ کریں۔ کیونکہ بچے وہی کرتے ہیں جو دیکھتے ہیں۔

''بچوں کو کامیاب بنانے کے لیے کن اصولوں کو اپنانا ضروری ہے۔''

اس دنیا میں کامیاب کون ہے؟ کامیابی کا پیمانہ کیا ہے؟

اس دنیا میں جس کے پاس دولت کی فراوانی ہے وہ کامیاب ہے جس کے پاس دنیاوی علوم کی ڈگریاں ہوں وہ کامیاب ہے یا پھر جس کے پاس اقتدار کی کرسی ہو وہ کامیاب ہے۔ نہیں ہرگز نہیں اسلام ان چیزوں کو کامیابی نہیں کہتا بلکہ اصل کامیابی اچھے اخلاق اور انسانیت کی بھلائی کرنے والوں کو ملتی ہے۔ تاریخ انسانی میں جس شخص نے بھی خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم جس نے بھی انسانی بھلائی کو ترجیح دی ہے اس کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ دولت، دنیاوی اقتدار وغیرہ تو صرف انسان کی زندگی تک اسے فائدہ دیتی ہیں۔ مرنے کے بعد کیا ہوگا اگلی دنیا میں جو کامیاب ہوگا وہی اصل کامیابی ہے کیونکہ وہی دائمی زندگی ہے اور اسی ہمیشہ کامیاب اور قائم رہنے والی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے انسان کو اس دنیا میں محنت کرنی ہوگی کیونکہ یہ امتحان گاہ ہے۔ آقا کریم ﷺ نے اس دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے جو یہاں بوئیں گے وہی آگے کاٹیں گے۔

بچوں کو کامیاب بنانے میں والدین کا کردار:

اسلام دین رحمت ہے یہ ہر کام کو محنت اور شفقت اور پوری دلجمعی سے کرنے کا حکم دیتا ہے۔ عرف عام میں کہا جاتا ہے کہ بچہ پیدا کرنا آسان ہے لیکن اس کی تربیت کرنا مشکل ہے۔ تو یہ بات سچ ہے کیونکہ اس معاملے میں بہت سی چیزوں کو دیکھنا اور پرکھنا پڑتا ہے۔ غلط کو چھوڑنا اور صحیح کو اپنانا پڑتا ہے۔ والدین اور خاص طور پر والدہ پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اخلاق و کردار کو بہتر سے بہترین بنائیں

کیونکہ بچے نے زیادہ وقت اسی کے ساتھ گزارنا ہوتا ہے۔

امام غزالیؒ احیاء علوم الدین میں ارشاد فرماتے ہیں:

’’بچے والدین کے پاس اللہ کی امانت ہوتے ہیں اور اس کا دل ایک عمدہ، صاف اور سادہ آئینہ کی مانند ہے جو اگرچہ ہر قسم کے نقش وصورت سے خالی ہے لیکن ہر طرح کے نقش و اثر قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ اسے جس چیز کی طرف چاہیں مائل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اگر اس میں اچھی عادتیں پیدا کی جائیں اور اسے علم نافع پڑھایا جائے تو وہ عمدہ نشوونما پاکر دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرلیتا ہے۔ یہ ایسا صدقہ جاریہ ہے جس میں اس کے والدین استاد اور روحانی مربی وغیرہ سب حصہ دار ہوجاتے ہیں۔ لیکن اگر اس کی بری عادتوں سے صرف نظر کیا جائے اور اسے جانوروں کی طرح کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ بداخلاق ہوکر تباہ ہوجاتا ہے۔ جس کا وبال اس کے ولی اور سرپرست کی گردن پر ہوتا ہے۔

اسی کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ. (التحريم، ٦٦: ٦)

’’اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔‘‘

اسی لیے والدین اپنے بچوں کی اچھی تربیت کریں۔ انہیں اچھے اخلاق سکھائیں تاکہ انہیں نارجہنم کا ایندھن بننے سے بچایا جاسکے۔ بچوں کو بلاوجہ نہ ڈانٹیں نہ ماریں۔ بچوں کی عزت کریں تاکہ وہ بھی بڑوں کا احترام کریں۔ والدین اپنے بچوں کی نفسیات کو سمجھیں ان کے سامنے اپنے جھگڑے اور گھریلو ناچاقیوں کو نہ لائیں۔ آپس میں رنجشوں کو ختم کرکے انہیں ذہنی سکون مہیا کریں گھر کو پرسکون ماحول فراہم کریں تاکہ بچوں کو ایک بہترین صلاحیتیں دکھانے کا موقعہ ملے۔ ویسے بھی میاں بیوی کے جھگڑوں سے بچوں کی نفسیات پر بے حد برے اثرات مرتب ہوتے ہیں جو کہ بچوں کو چڑ چڑا بداخلاق اور منفی رویے والا بنادیتے ہیں وہ بہترین انسان بننے کی بجائے معاشرے کے لیے دردِ سر بن سکتے ہیں۔

والدین کو چاہیے بچوں کو اپنی ذات سے زیادہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنا سکھائیں۔ ان کے ہاتھوں سے دوسروں کی مدد کروائیں۔ دوسروں کے کام آنے کی ترغیب دیتے رہیں تاکہ جب وہ کسی خاص مقام پر پہنچے تو اسے دوسروں کے کام آنے، مدد کرنے میں ہچکچاہٹ نہ ہو دوسروں کا احساس کرنے والا بنائیے۔ اپنی چیزیں دوسروں سے شیئر کرنے کی عادت بنائیں۔

استاد کا کردار بچے کی تربیت میں:

والدین کے بعد جو بچے کی تربیت گاہ ہوتی ہے وہ استاد کی صحبت ہوتی ہے بچہ جب گھر سے باہر نکلتا ہے تو جو کچھ سیکھتا ہے اور دیکھتا ہے وہ سب ایک استاد کی نظر سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ استاد ہی اسے باہر کی دنیا اور علوم و فنون سے روشناس کرواتا ہے۔ اس لیے اپنے بچوں کے لیے کسی ایسے استاد کو چنیں جو شفیق و رہبر ہو تاکہ بچے کی منزل کے تعین اور منزل پر بہتر طریقے سے پہنچا سکے اسے اچھی اور برائی کا فرق واضح کرکے دکھا سکے۔ اسے نہ صرف دنیاوی علوم سکھائے بلکہ اس کی شخصیت کے ہر ہر پہلو کو سنوار سکے۔ چاہے وہ دینی پہلو ہو یا اخلاقی یا روحانی اس کے ظاہر و باطن دونوں کو نکھاریئے اس لیے والدین اور استاد کے درمیان باہمی ہم آہنگی بھی ہونی چاہیے تاکہ دونوں مل کر اس کی تعلیم و تربیت کرسکیں۔

اس کی ایک مثال ادارہ منہاج القرآن بھی ہے جس میں نہ صرف جدید دنیاوی علوم سکھائے جاتے ہیں بلکہ بچوں کی دینی، روحانی، باطنی اور اخلاقی تربیت کا بھی خوب خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔ آقا علیہ السلام کی محبت دلوں میں بھری جاتی ہے۔ اہل بیت وصحابہ اور اللہ کے ولیوں کی محبت سکھائی جاتی ہے تاکہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی کامیابی بھی ملے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری فرماتے ہیں:

’’میں نے کٹھن جدوجہد کے بعد لوگوں کو تعلیم کی راہ دکھا دی ہے۔ میں پاکستانی قوم کو تعلیم یافتہ، باشعور اور مہذب دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ میری چاہت ہے کہ میرا ملک قوموں کی برادری میں آبرومند ہو یہاں امن کا راج ہو اور میرے عظیم طلبہ کے ذریعے یہ دنیا میں ممتاز مقام حاصل

کرے۔ میں اپنی قوم کو اعلیٰ معاشرتی اور انسانی قدروں کا پابند دیکھنے کا متمنی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ باہمت پاکستانی نونہال بہت جلد اس خواب کو شرمندہ تعبیر کر کے دکھائیں گے۔''

استاد کے چناؤ میں بہت احتیاط کریں کیونکہ استاد نے ہی اس کے مستقبل کی منزل متعین کرنے میں مدد کرنی ہے۔ امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ جس سے علم لے رہے ہو اسے دیکھ لو کہ وہ کون ہے۔

اس لیے ایسے ادارے یا استاد کا انتخاب کیا جائے جس پر مکمل اعتماد و بھروسہ ہو۔

خود اعتمادی کا ہونا:

اللہ رب العزت نے انسان کے اندر جو صلاحیتیں ودیعت کی ہیں ان کو استعمال میں لانے کے لیے خود اعتمادی کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ اگر خود اعتمادی نہ ہو تو اپنی منزل یا ہدف کو حاصل کرنا دیوانے کے خواب جیسا ہے۔ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اپنے آپ پر یقین ہونا چاہیے کہ میں یہ کام کرسکتا ہوں تو اللہ رب العزت بھی اس کی مدد فرماتا ہے کیونکہ انسان جس کے لیے کوشش کرتا ہے وہ اسی کے لیے ہے۔

وقت کی قدر:

جو شخص بھی اس دنیا میں آیا ہے وہ مخصوص وقت لے کر آیا ہے لہذا جو بھی کام کرنا ہے وہ اسی خاص وقت میں ہی مکمل کرنا ہے۔ وقت کی مثال ایسے ہے جیسے برف پگھلتی جارہی ہو یا تیر کی طرح جو ایک بار کمان سے نکل گیا سو نکل گیا اس لیے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ بامقصد گزارنا چاہئے تاکہ اس جہان کی تیاری کرسکیں اور اپنی اس زندگی کو بھی بہتر بناسکیں۔ ورنہ وقت گزرتو رہا ہے ختم بھی ہوجائے گا۔

مستقل مزاجی:

کوئی بھی کام چاہے مشکل ہو یا آسان اگر اسے صبروتحمل اور مستقل مزاجی سے نہ کیا جائے تو وہ یا تو وقت پر مکمل نہیں ہوگا یا مکمل ہی نہیں ہوگا اس لیے اپنے ٹارگٹ پر فوکس رکھ کر مستقل مزاجی سے محنت کرتے رہیں منزل ضرور ملے گی۔

حوصلہ افزائی:

بچوں کی ہر چھوٹی بڑی کامیابی پر خوشی کا اظہار کریں ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں تاکہ وہ مزید جوش و جذبے سے اپنے کام انجام دے سکیں۔ اسی طرح ان کی کسی غلطی یا ناکامی پر ناراضگی یا غصے کا اظہار نہ کریں بلکہ کہیں کہ تم اس سے بہتر کرسکتے ہو یہ غلطی نہیں بلکہ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے، حوصلہ شکنی نہ کریں ہمیشہ حوصلہ افزائی کریں۔

منزل کا تعین اور احساس ذمہ داری:

چھوٹے بچوں کو منزل کا تعین کرنا سکھائیں انہیں اپنی زندگی کے مقاصد متعین کرنے کی ترغیب دیں پھر ان سے کہیں کہ اسے پورا کریں تاکہ ان کے اندر احساس ذمہ داری پیدا ہو بڑے ہوکر وہ ان ہی اصولوں پر کاربند رہیں گے۔

ان اصولوں کے ساتھ اللہ رب العزت سے دعا مانگتے رہنا چاہئے جو کہ اس مالک کریم نے ہمیں سکھائی ہے۔

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ. (البقرہ،۲:۲۰۱)

''اور انہی میں سے ایسے بھی ہیں جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

یہ ایک جامع دعا ہے دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے اپنے بچوں کو آقا علیہ السلام کی محبت سب اصولوں سے بڑھ کر سکھائی جائے تاکہ حقیقی معنوں میں ہم سب فلاح پاسکیں۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہوگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

☆☆☆☆☆

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کی سیرت طیبہ خواتین کے لئے مشعل راہ ہے

سعدیہ کریم

ام المومنین سیدہ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان الامویہ سلام اللہ علیہا کا اصل نام رملہ تھا۔ بعض مورخین نے ہند لکھا ہے لیکن رملہ ہی زیادہ معروف ہے۔ آپ قریشی ازواج مطہرات میں چوتھے نمبر پر ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے آپ کے ساتھ نکاح بھی چوتھے نمبر میں فرمایا تھا۔ پہلا نکاح حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا سے، دوسرا عائشہ بنت ابی بکرؓ پھر سودہ بنت زمعہؓ اور پھر ام حبیبہ بنت عائشہ بنت ابی بکرؓ پھر سودہ بنت زمعہؓ اور پھر ام حبیبہ بنت سفیان سلام اللہ علیہن سے نکاح فرمایا۔ سیدہ ام حبیبہ کا نکاح نجاشی نے پڑھوایا اور خود ہی ان کا مہر ادا کیا جو کہ چار سو دینار تھا پھر ولیمہ کا کھانا کھلا کر مہمانوں کو رخصت کیا اور سیدہ ام حبیبہ کو جہاز پر حضور اکرم ﷺ کی طرف روانہ کیا۔

پیدائش:

ام المومنین سیدہ ام حبیبہؓ ابو سفیان کی بیٹی تھیں۔ ابو سفیان صخر بن حرب کا تعلق بنو امیہ سے تھا۔ ان کا شمار سرداران قریش میں ہوتا تھا۔ قریش میں جن تین اشخاص کو صاحب الرائے مانا جاتا تھا۔ ان میں ایک ابو سفیان بھی تھے۔ ابو سفیان کی شادی صفیہ بنت ابوالعاص بن امیہ سے ہوئی جو ان کے چچا کی بیٹی تھی اور حضرت عثمان بن عفان ذوالنورینؓ کی پھوپھی تھیں۔ جب ان کے گھر بیٹی کی ولادت ہوئی تو ابو سفیان نے کہا کہ

''کون جانتا ہے کہ یہ بچی میرے لیے کتنی مبارک ثابت ہو۔''

پھر رملہ نام رکھا، رملہ کی پیدائش واقعہ فیل سے 23 برس بعد ہوئی۔ وہ سب کی آنکھوں کا تارا تھی سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوئی تھی والدین ہر خواہش پوری کرتے تھے۔ جب وہ بالغ ہوئی تو بہت خوبصورت تھیں۔ صحیح مسلم میں ابو سفیان کا ایک قول موجود ہے کہ میرے گھر میں عرب کی حسین ترین اور جمیل ترین عورت موجود ہے جو کہ میری بیٹی رملہ ہے۔

ام حبیبہؓ کا پہلا شوہر عبیداللہ جحش تھا جو ہجرت حبشہ کے بعد عیسائی ہوگیا تھا اور اسی حالت میں مرگیا لیکن ان کے دل میں اسلام کے لیے جو محبت تھی اس نے ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے دی۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی محبت میں دین پر قائم رہیں اور دین کی خاطر اپنے باپ، بھائی، خویش، قبیلہ اور وطن تک کو چھوڑ دیا۔

شوہر کی وفات کے بعد انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی انہیں ام المومنین کہہ کر پکار رہا تھا۔ پھر نجاشی کی طرف سے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکاح کا پیغام ملا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور لونڈی کو انعام میں اپنا سارا زیور اتار کر دے دیا نکاح کے وقت ان کی عمر 36 یا 37 برس تھی۔

حضرت ام حبیبہ بہت صابر و شاکر خاتون تھیں جب حبشہ میں قیام کے دوران ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا تو اس کے بعد وہ طویل عرصہ تک حبشہ میں اکیلی مقیم رہیں ان کے دو چھوٹے بچے تھے۔ لیکن واپس مکہ نہیں گئیں کیونکہ ان کا باپ اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس صبر کا صلہ عطا فرمایا اور حضور اکرم ﷺ

نے ان کو نکاح کا پیغام بھجوادیا۔ اس نکاح کی وجہ سے حضورﷺ کا بنی امیہ کے ساتھ رشتہ قائم ہوگیا۔ دشمنی محبت میں بدل گئی جو ترویج اور اشاعت اسلام کے لیے خوش آئند ثابت ہوئی۔

عزیز و اقارب:

سیدہ ام حبیبہؓ کے عزیز و اقارب میں سرفہرست ان کے والد تھے جو مکہ کے مشہور سردار اور تاجر تھے۔ ابتدائی زمانے میں اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ انہوں نے حضور اکرمﷺ کے خلاف جنگوں میں قریش کا ساتھ دیا تھا اور یہ صورتحال اور دشمنی سیدہ ام حبیبہؓ کے لیے بہت تکلیف کا باعث تھی اسی وجہ سے اپنی بیوگی کے دنوں میں وہ اپنے والد کی طرف واپس نہیں گئی تھیں۔ وہ جب ان کی حضورﷺ سے دشمنی کے واقعات کو یاد کرتیں تو ان کے چہرہ مبارک پر نفرت کے آثار دیکھے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضورﷺ سے نکاح کے بعد ان کا باپ ان سے ملنے کے لیے آیا تو انہوں نے اپنے باپ کو اپنے شوہر کے بستر پر بیٹھنے بھی نہیں دیا۔ باپ کے علاوہ ان کے سگے بھائی یزید بن ابوسفیان ہیں جو یزید الخیر کے نام سے مشہور ہوئے۔ پھر باپ شریک بھائی امیر معاویہؓ تھے۔ ان کے پہلے شوہر سے ہونے والی اولادوں میں حبیبہ ان کی بیٹی تھی جس نے رسول اکرمﷺ کے زیر سایہ پرورش پائی تھی۔ ان کی باپ شریک چار بہنیں تھیں جن کی والدہ ہند بنت عقبہ تھیں۔ وہ جویریہ، فارعہ اور ام حکیم تھیں اس کے علاوہ ہند اور صخرہ بھی دو بہنیں تھیں۔

اخلاق و عادات:

سیدہ ام حبیبہؓ اعلیٰ اخلاق کی مالکہ تھیں وہ پاکیزہ ذات، حمیدہ صفات، جواد اور عالی ہمت تھیں۔ پہلی شادی کے فوراً بعد ہی دونوں میاں بیوی نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ بڑی سختی سے وہ اپنے دین پر کار بند رہی تھیں اور شوہر کے مرتد ہوجانے کے بعد بھی دین کو نہیں چھوڑا۔ حضور اکرمﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد ان کا اخلاق کمال تک پہنچ گیا تھا۔ احادیث رسولﷺ پر بڑی شدت سے عمل کرتی تھیں اور دوسروں کو بھی احادیث پر عمل کرنے کی تلقین کرتی تھیں۔

آپ نے تقریباً 165 احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت ام حبیبہؓ کی روایات میں سے دو متفق علیہ ہیں جبکہ ایک جامع مسلم میں اور باقی دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں۔

عہد عثمانی میں جب خوارج نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور ضرورت کی کوئی چیز ان کے گھر میں جانے نہ دی تو اس وقت ام المومنینؓ مضطرب ہوئیں۔ ہر طرح کے خطرات کو پس پشت ڈال کر پانی کا ایک مشکیزہ اور کچھ کھانا لے کر اپنے خچر پر سوار ہوئیں اور حضرت عثمانؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوگئیں مگر فسادیوں نے انہیں روک کر ان کے خچر کو زخمی کردیا۔ پھر کچھ لوگوں نے انہیں گھر واپس پہنچایا۔

ان کی بیٹی حبیبہؓ بھی بڑی فضیلت والی تھیں انہوں نے بھی روایت حدیث کا فیض اور شرف آپؓ سے حاصل کیا تھا۔ حضرت ابن سیرین نے ذکر کیا ہے کہ مجھے حبیبہ بنت سہلؓ نے بیان کیا کہ وہ نبی اکرمﷺ کے گھر میں تھیں۔ آپﷺ گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جن والدین کے تین بچے وفات پاجائیں اور وہ بلوغت تک نہ پہنچیں تو ان کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور پھر ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہوجاؤ تو وہ کہیں گے کہ ہم داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ ہمارے والدین داخل ہوجائیں۔

سیدہ ام حبیبہؓ ایک عظیم خاتون تھیں۔ وہ اپنے والد اور باقی اہل خانہ کے قبول اسلام کے لیے بہت دعائیں مانگا کرتی تھیں ان کی سب دعائیں فتح مکہ کے دن قبول ہوئیں اور ان کے والد نے اسلام قبول کرلیا۔

سیدہ ام حبیبہؓ جب ام المومنین کے مقام پر فائز ہوئیں تو 36 برس کی تھیں۔ بعض روایات کے مطابق انہوں نے 24 ہجری میں انتقال کیا۔ بعض روایات کہتی ہیں کہ انہوں نے خلافت راشدہ کا پورا زمانہ دیکھا اور 66 ہجری میں اپنے بھائی امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

ام حبیبہؓ کا حضور اکرمﷺ کے ساتھ نکاح اسلام کی بہتری اور توسیع تعلقات میں مددگار ثابت ہوا اور یہ بات بھی واضح ہوئی کہ نبی محض اللہ کا پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا بلکہ معاشرے میں رہنے والا جلیل القدر انسان بھی ہوتا ہے۔☆☆☆☆☆

اسلام اور جدید سائنس

مطالعہ قرآن سے فکر و تدبر کے نئے در کھلتے ہیں

اسلام قدرت کے نظام کو غور و فکر کیساتھ پرکھنے اور سمجھنے کی ترغیب دیتا ہے

سعدیہ محمود

انسانی وجود تجسس و تحقیق کے خمیر سے موجزن ہے۔ نظامِ عالم میں ہر سو پھیلے پراسرار عجائب و حقائق اسے ہر دم فطرت کو کھوجنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ اس تحقیق کا بالعموم نقطہ کمال ہر ذی شعور انسان کو اس دقیق مقام پر لا کھڑا کرتا ہے جہاں یہ سوال سر اٹھاتا ہے کہ آخر اس کائنات کا تخلیق کار کون ہے؟ یہ نظام آج تک کیسے جاری و ساری ہے؟

یہ وہ مقام ہے جو ایک عظیم مرج البحرین ہے۔ جہاں مذہب سائنس کو اور سائنس مذہب کو سہارا دیتا ہے اور ان دونوں کا ملاپ ہوتا ہے۔ اور بلاشبہ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ یہ مذہب اسلام ہے۔

اسلام سلامتی سے نکلا ہے اور سلامتی اس بات سے مشروط ہے کہ ہر شے اپنے مقررہ دائرے اور حدود و قیود کے اندر رہے۔ اگر ایک شے بھی اپنی حدود سے تجاوز کرے گی تو بگاڑ پیدا ہوگا۔ اب اگر نظامِ کائنات پر غور کریں تو اسلام کا یہ بنیادی اصول ہر جگہ کارفرما دکھائی دیتا ہے۔ مثال کے طور پر نظامِ شمسی۔ ہر ستارہ اور سیارہ ایک دوسرے سے منسلک مگر اپنی اپنی حدود میں صدیوں سے موجود ہیں اور اس نظام کے قیام کے لئے ان سب کا توازن کے ساتھ موجود رہنا لازم و ملزوم ہے۔ نظامِ شمسی کے اس سائنسی ماڈل کا واضح ذکر قرآنِ کریم میں موجود ہے جو اسلام کا سب سے بڑا معجزہ اور دستورِ عمل ہے۔ علومِ قرآن کی جامعیت ،قیامت تک کے لئے ایک ایسی رہنمائی ہے جو کل کائنات کے تمام عقلی و نقلی علوم کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ سائنسی دریافت و ایجادات بالآخر قرآن کی کسی ایک آیت کے علم میں مقید دکھائی دیتی ہے۔

بلاشبہ قرآن کا مطالعہ انسان کے لئے نت نئے فکر و تدبر کے ابواب وا کرتا ہے مگر انسانی عقل دلیل اور مشاہدے کی محتاج ہے۔ عقل کو یہ دلیل سائنس فراہم کرتی ہے۔

گویا اسلام خالق کا پتہ دیتا ہے اور سائنس تخلیق کا شعور عطا کرتی ہے۔ اسلام "کیا" کا جواب دیتا ہے اور سائنس "کیسے" کی دلیل دیتی ہے۔ اسلام ماورائے عقل مقامات وعنوانات کو بھی یقین کے پیرہن میں سمو کر آگہی کی منزل طے کرواتا ہے اور سائنس مشاہداتی علم و تجربے کی آنکھ سے شعور کا راستہ دکھاتی ہے۔ گویا یہ ایسا مرج البحرین ہے جو ہر دم ہم قدم بھی ہے اور اپنی اپنی انفرادیت بھی برقرار رکھے ہوئے ہے۔

آج کے دور میں اسلام اور سائنس کے درمیان نظر آنے والا فاصلہ محض پسماندہ اذہان کی پیداوار ہے۔ کیونکہ

اسلام ماورائے عقل مقامات وعنوانات کو بھی یقین کے پیرہن میں سمو کر آ گہی کی منزل طے کرواتا ہے اور سائنس مشاہداتی علم و تجربے کی آنکھ سے شعور کا راستہ دکھاتی ہے۔ گویا یہ ایسا مرج البحرین ہے جو ہر دم ہم قدم بھی ہے اور اپنی اپنی انفرادیت بھی برقرار رکھے ہوئے ہے

آج مذہب اور سائنس دو ایسے مختلف طبقات کے درمیان بٹ گئے ہیں جو ایک دوسرے سے ناواقف ہیں۔ اسلام اور سائنس کو جدا کرنے کے پیچھے ہماری کم فہمی اور کم علمی کے سوا کوئی دوسری وجہ نہیں۔

دنیا کے نامور سائنسدان سائنسی دنیا میں تہلکہ آمیز دریافت اور ایجادات کرنے کی بعد اس بات کے معترف دکھائی دیتے ہیں کہ یہ نظام بغیر کسی "عظیم طاقت" کے وجود میں آ سکتا ہے نہ اتنے طویل عرصے تک قائم رہ سکتا ہے۔ ان میں آئزک نیوٹن، مائیکل فراڈے اور آئن سٹائن جیسے نامور سائنسدان شامل ہیں۔ مادہ اور انرجی کے باہمی تعلق کو دریافت کرنے والے عظیم سائنسدان ، جس نے دنیا کو دنگ کر دیا، یہ کہتا ہے کہ

"Science without religion is lame and religion without science is blind"

اسی طرح نیوٹن بھی خدا جیسی کسی عظیم طاقت کے وجود پر یقین رکھتا تھا جو اس کائنات کی کارساز ہے ۔

مزید برآں مغربی سکالرز کی تحقیق اس بات کو تسلیم کر چکی ہے جدید سائنس کی بنیاد دراصل قرونِ وسطی کے مسلمان سائنسدانوں کے علوم و ایجادات پر مبنی ہے۔ سی۔ ایچ۔ ہاسکنز ایک کتاب (studies in the history of medical sciences) میں ان الفاظ میں اعتراف کرتا ہیکہ " یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ سپین کے عرب ہی مغربی یورپ کے تمام جدید علوم وفنون کا سرچشمہ ہیں"

اسی طرح سی۔ ایچ۔ بارنز کتاب (A history of medical writings) میں کہتا ہے کہ "بہت سی جہتوں سے قرونِ وسطی کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ تہذیب و ثقافت ہرگز عسائیت نہیں تھی بلکہ یہ ثقافت اسلامی عقیدہ رکھنے والی اقوام کی تھی"

سائنس کی بنیاد فراہم کرنے والے ان عظیم مسلمان سائنسدانوں کا ذریعہ راہنمائی بلاشبہ علومِ قرآنی تھے جن کی روشنی میں انھوں نے تمام علوم میں کلیدی معلومات اور مہارت حاصل کی۔ مثال کے طور پر امام جعفر صادق ایک عظیم کیمیا دان تھے جو بابائے کیمیا جابر بن حیان کے استاد بھی تھے۔ اسی طرح محمد ابن موسی الخوارزمی ایک ریاضی دان اور ماہر فلکیات تھے، علی ابن الطبری طب، حیوانات اور فلکیات کے ماہر، یعقوب الکندی آواز پر تحقیق کے ماہر، ابوالقاسم الزہروی طبیب اور سرجن، ابن سینا تجرباتی علم کی بنیاد رکھنے والے، زہرہ سیارے کے بارے میں تحقیق کرنے والے اور سمندر میں پتھر بننے کے عمل کے بارے میں تحقیق کرنے والے سائنسدان تھے۔

ان تمام شواہد سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ سائنس اور اسلام کے حقیقی علمبردار اور عالم ، سائنسدان ہوں یا محققینِ اسلام، سائنس اور اسلام دونوں کے قائل تھے۔ اور آج کا یہ تضاد و تصادم محض جہالت اور انتہا پسندانہ سوچ کا نتیجہ ہے، چاہے سائنسی علوم رکھنے والوں کی طرف سے ہو یا مذہبی پیروکاروں کی طرف سے۔ اسلام اور سائنس کو جدا سمجھنے والے کی یہ سوچ اس کی کم علمی اور کم فہمی پر خود ایک دلیل ہے۔

اسلام اور سائنس کے باہمی تعلق اور لازم وملزوم

ہونے کا ایک اہم ثبوت یہ ہے کہ اسلام خود سائنسی تحقیقات کی طرف توجہ مبذول کرواتا ہے۔ قدرت کے نظام کو غور وفکر کے ساتھ پرکھنے اور سمجھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآن کی سب سے پہلی وحی اور سب سی پہلی آیت علم وقلم کے بارے میں تھی۔ قرآن میں کم وبیش 750 مقامات پر انسان کو مختلف پہلوؤں سے غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ قرآن کہیں زمین و آسمان کی وسعت کی طرف توجہ مبذول کرواتا ہے تو کہیں سمندر میں ہواؤں کے رخ اور پانی کے بہاؤ کی طرف، کہیں انواع اقسام کے پھل اور حیوانات کی طرف اور کہیں سورج، چاند، ستارے اور عالم افلاک کی پراسراریت کی طرف، کہیں انسانی وجوداور پیدائش کی طرف اور کہیں اجسام عالم کی کیمیائی ترکیب کی طرف۔ گویا سائنس کا علم قرآن کے بہت سارے علوم میں سے ایک علم ہے۔ اسلام اور قرآن کل ہے جبکہ سائنس اس کا ایک جزو ہے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جزو کل سے جدا یا متضاد ہو۔

قرآن کی چند آیات جو اس کلیت اور جامعیت پر دلیل کرتی ہیں درج ذیل ہیں؛

"اور ہم نے آپ پر وہ عظیم کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کا بڑا واضح بیان ہے" (النحل،۱۶:۸۹)

"اور نہ کوئی تر چیز ہے اور نہ کوئی خشک مگر روشن کتاب میں(سب کچھ لکھ دیا گیا ہے) (یوسف 59 :6)

عالامہ ابن برہان اس موضوع کی دلیل میں فرماتے ہیں کہ

" کائنات کی کوئی ایسی شے نہیں جس کا ذکر یا اس کی اصل قرآن سے ثابت نہ ہو" (اتقان 124 : 2)

کچھ اہم تحقیقی موضوعات جن کا براہ راست قرآن میں ذکر موجود ہے وہ درج ذیل ہیں ؛

1۔ تحقیقِ کائنات اور اس کا تشکیلی نظام

اسلام اور سائنس کے باہمی تعلق اور لازم وملزوم ہونے کا ایک اہم ثبوت یہ ہے کہ اسلام خود سائنسی تحقیقات کی طرف توجہ مبذول کرواتا ہے۔ قدرت کے نظام کو غور وفکر کے ساتھ پرکھنے اور سمجھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآن کی سب سے پہلی وحی اور سب سی پہلی آیت علم وقلم کے بارے میں تھی

2۔ زمانہ ہائے تخلیق اور ادوارِ ارتقاء

3۔ وجودِ کائنات کی طبیعی اور کیمیائی اساس

4۔ ارتقائے حیات کے طبیعی اور کیمیائی مراحل

5۔ اجرامِ فلکی کی ماہیت اور نظامِ کار

6۔ زمین اور ظہورِ حیات

7۔ انسانی زندگی کا آغاز اور نظامِ ارتقاء

8۔ نباتات اور حیوانات کی زندگی

9۔ افزائشِ نسلِ انسانی کا نظام

ان تمام موضوعات پر قرآن میں متعدد مقامات پر مفصل ذکر موجود ہے اور اس طرح کے بے شمار سائنسی و تحقیقی موضوعات قرآن میں جا بجا بیان کئے گئے ہیں۔

المختصر اسلام اور سائنس ہرگز متضاد یا متصادم نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کا فروغ اور راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے ان دونون کے درمیان پیدا ہو جانے والی خلیج کو پر کیا جائے اور قرآن اور سائنس کی مخلوط تعلیم کو فراغ دیا جائے تا کہ شعور اور آگہی کا سفر اپنے اوجِ کمال کو پہنچ سکے اور انسانیت معرفت کی معراج پا جائے۔

☆☆☆☆☆

اسلام خیر و فلاح اور امن و رحمت کا دین ہے

آپ ﷺ نے بڑوں کے ادب اور چھوٹوں سے شفقت کرنے کا حکم دیا

آج معاشرے میں تکریم انسانیت اور احترام آدمیت کی اشد ضرورت ہے

محسنِ انسانیت ﷺ نے بیٹی کی پیدائش کو رحمت قرار دیا ہے

تحریم رفعت

انسانیت دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے یہی وجہ ہے کہ مذاہب عالم میں انسانیت سب سے بلند ترین مذہب شمار ہوتا ہے۔ ادیان سماویہ میں دین اسلام کو عظمتِ انسانیت کا علمبردار اور کامل نمونہ مانا جاتا ہے۔ اسلام احترام انسانیت، شرف آدمیت اور بزرگی کا دین ہے۔ اسلام ہی نے جہالت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گھری انسانیت کو اوصاف حمیدہ کا پیکر بنا کر بام عروج تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کائنات ہست و بود میں اپنا نائب اور خلیفہ بنا کر بھیجا تو اس میں اپنی صفات کے مظاہر کی خیرات بھی رکھی جس کی بدولت انسان میں ہمدردی، رحم دلی، اخلاق حسنہ اور اعلیٰ اوصاف کو جمع کر دیا۔ اگر انسانوں میں باہم ہمدردی، اخوت، بھائی چارہ اور ملنساری کا جذبہ مفقود ہو جائے تو انسان حیوانوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلوع اسلام سے قبل انسانیت سسکتی اور دم توڑتی دکھائی دے رہی تھی۔ انسانی جان اتنی ارزاں تھی کہ اسی بلا خوف و خطر معمولی باتوں پر بہا دیا جاتا تھا تو کبھی کسی حیوان یا دیوتا کی رضا اور خوشنودی کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا تھا۔ اسی اثناء میں انسانیت پر اللہ رب العزت نے اپنا فضل کیا اور رہبر انسانیت کی صورت اپنے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جمیع انسانیت کیلئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (الاسراء، 70:17)

اور بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری (یعنی شہروں اور صحراؤں اور سمندروں اور دریاؤں) میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنا دیا۔

تکریم انسانیت سے مراد کسی بھی بنی نوع انسان کو بلاتفریق مذہب و قوم، رنگ و نسل اور ذات پات کی تفریق و تقسیم سے بالا تر ہو کر شرف و عزت اور لائق تحسین ماننا ہے۔ چونکہ شرف انسانی کا مطلب ہی احترام انسانیت اور تکریم آدمیت ہے لہٰذا دنیا کا ہر فرد قابل احترام ہے۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانوں کی دل آزاری اور ایذا رسانی سے منع فرماتے ہوئے حقوق انسانی کے تحفظ و فروغ کی تعلیم اور حکم ارشاد فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے بڑوں سے ادب اور چھوٹوں سے شفقت سے پیش آنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

رسالت مآب ﷺ کی بعثت مبارکہ کے بعد انسانیت کو وقار اور عظمت نصیب ہوئی۔ انسانیت پر پڑے ظلمت و تاریکی کے بادل چھٹ گئے۔ زندگی کو شعور اور سلیقہ اور معاشروں کو ڈھنگ سے جینے کا قرینہ عطا ہوا۔ جاہلانہ رسوم و رواج کا قلع قمع ہوا اور انسانی تہذیب و تمدن کو پروان چڑھنے

کا موقع ملا۔ حضور نبی اکرمﷺ نے مخلوق خدا کو انسانیت کے حقیقی معنی و مفاہیم سے روشناس کروایا اور انسانوں کو رب کے حضور جبین نیاز جھکانے کا شرف نصیب ہوا۔ آپﷺ نے جمیع مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کا عیال کہہ کر پیغام سنایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مخلوق سب سے زیادہ محبوب ہے جو اللہ کے عیال یعنی مخلوق خدا کے کنبہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ حضور نبی اکرمﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا یہاں تک کہ اپنے ہمسائے کیلئے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (متفق علیہ)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لیے کرتا ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو دوسروں کیلئے فائدہ مند ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپﷺ نے ایک انسان کا قتل جمیع انسانیت کا قتل اور انسانی خون کو کعبہ کی حرمت سے بھی مقدم قرار دیا ہے۔

نبی رحمتﷺ نے تکریم انسانیت اور احترام آدمیت سکھانے کیلئے تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ تمام مسلمان آپس میں ایسے شیر وشکر، اتفاق و اتحاد اور یگانگت سے رہیں جس طرح ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ہوتی ہیں۔ حسن معاشرت کے قیام کیلئے نبی اکرمﷺ نے رنگ ونسل کی تفریق سے بالاتر ہوکر اسلامی تعلیمات کو مقدم ومحترم رکھا تاکہ لوگ اسلامی تعلیمات کو فوقیت دیتے ہوئے نسلی و قبائلی تفاخر کو بھلا کر دوسرے مسلمان بھائی کے ساتھ مضبوط و مربوط رشتے میں پیوست ہوکر رہیں۔ انسانی تکریم کے اسی اصول کے تحت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ جنہیں عرب کے مغرور و متکبر سرداران سیاہ رنگ ہونے اور اعلیٰ نسب وحسب نہ ہونے کی وجہ سے کم تر اور حقیر سمجھتے تھے حضور نبی اکرمﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر پورے عرب معاشرے کے سامنے خانہ کعبہ کی چھت کے اوپر کھڑا کیا اور آذان دینے کا حکم فرمایا جس سے انسانیت کو بلا تفریق رنگ ونسل تکریم ملی۔ احترام انسانیت کا ایسا مظاہرہ دیکھ کر عرب کے امراء کفار ومشرکین حیران رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مختلف اوصاف و کمالات اور صلاحیتوں سے نوازا ہے، انسانوں کے پیشے الگ، زبان اور بولیاں الگ، رنگ نسل الگ، مذہب وقوم الگ ہیں مگر شرف انسانی میں تمام انسان برابر ہیں۔ یہی حسنِ کائنات اور حق تعالیٰ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ چونکہ اسلام جمیع انسانیت کیلئے خیر وفلاح اور امن و رحمت کا دین ہے، اسلامی نظام عدل میں بھی انسانیت کیلئے برابری کا تصور ہے۔ عہد رسالت مآبﷺ میں بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی جس پر اہل قریش نے معافی کیلئے سفارش پیش کرنا چاہی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قوم بنی اسرائیل میں جب کوئی معزز جرم کرتا تھا تو چھوڑ دیا جاتا تھا لیکن جب کوئی کمزور کوئی جرم کرتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی اگر آج فاطمہ بنت محمد (سلام اللہ علیہا) نے بھی چوری کی ہوتی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قانون عدل و انصاف میں انسانیت ہی عظیم اور بلند تر ہے۔ اسلام جنگ و امن ہرصورت میں ظلم و جبر کی ممانعت کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی وجہ سے جنگ کے دوران بھی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے، بستیوں کو جلانے حتیٰ کہ درخت کاٹنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

رہبر انسانیتﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں واضح طور پر پیغام دیا کہ تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے تخلیق کیے گئے تھے، کسی عربی کو عجمی پر، کسی گورے کو کالے پر، کسی امیر کو غریب پر ذات قبیلے یا رنگ ونسل کی وجہ سے کوئی برتری یا فوقیت حاصل نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلندی کا معیار تقویٰ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسان کے مقصد تخلیق کو معدہ و مادہ سے نہایت بلند عظیم قرار دیا کہ صرف کھانا پینا اور مال و دولت جمع کرنا انسان کی تخلیق کا مقصد نہیں ہے بلکہ حقوق اللہ کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی پاسداری بھی شعائر انسانیت اور

مقصد تخلیق انسان کا جزو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نہ صرف انسان کی زندگی میں اسے عظمت و بزرگی کے لائق سمجھتا ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو انسان ہونے کے ناطے احترام و اکرام کے قابل سمجھتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ اسلام جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور انہیں ایذا و تکلیف پہنچانے کی ممانعت کرتا ہے۔

احترام انسانیت کے ناطے عورت بھی لائق احترام ہے۔ اگر تخلیق انسانی پر غور کیا جائے تو تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت اماں حوا علیہا السلام کی اولاد ہیں۔ یہی تمام انسانوں کے والدین ہیں جن سے انسانی نسل کی ابتداء ہوئی۔ انسان ہونے کے ناطے مرد اور عورت دونوں برابر ہیں لہٰذا شرف وتکریم میں بھی دونوں برابر کے مستحق ہیں۔ اسلام نے عورتوں کے ساتھ رعائت و احسان کا معاملہ برتنے کا حکم دیا ہے۔ مرد کو زیادہ یا عورت کو کم عزت و احترام والا تصور کرنا عقل و دانشمندی ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اسلام نے قانون انسانیت کی رو سے مرد و خواتین کو بنیادی حقوق عطا کیے ہیں۔ ادیان عالم میں جو عزت وتکریم اور حقوق نسواں اسلام نے عطا کیے ہیں وہ اتنے فقید المثال ہیں کہ جنت کو بھی ماں کے قدموں کے نیچے کہا گیا ہے۔ اسلام نے عورت کو ماں، بہو، بہن بیٹی کے روپ میں جہاں فرائض منصبی مقرر فرمائے ہیں وہیں ان کے حقوق بھی متعین کیے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے عورت کو انسانوں کے بنائے ہوئے خود ساختہ معاشرتی و سماجی قوانین اور رسم و رواج کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ معاشرے میں عورت کو حقیر اور مرد کو عظیم سمجھا جاتا ہے۔ عورتوں کو وراثت میں بھی حصہ دار نہیں سمجھا جاتا۔ بعض معاشروں میں جہالت اور کم علمی کے باعث لڑکی کی پیدا کو باعث شرم سمجھا جاتا ہے جبکہ لڑکے کی پیدائش پر شادیانے اور جشن منائے جاتے ہیں۔

محسن انسانیت ﷺ نے لڑکی کی پیدائش کو رحمت پروردگار فرمایا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک بار جب آپ کی رضائی والدہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب تشریف لائیں تو رسالت مآب ﷺ استقبال کیلئے کھڑے ہو گئے اور اپنی کملی مبارک بچھا کر سیدہ حلیمہ سعدیہ کو بٹھایا۔ احادیث مبارکہ میں درج میں ہے جب سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے رسول اللہ ﷺ ملتے تو آپ کے ہاتھ چومتے تھے۔ صحابی رسول بارگاہ نبوی میں تین مرتبہ دست سوال دراز کیا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے بڑھ کر حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے تینوں مرتبہ ارشاد فرمایا کہ تیری ماں۔ والدین کیلئے آپ ﷺ کا فرمان ذیشان ہے کہ جس نے دو بیٹیوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی تو وہ شخص اور میں اکٹھے جنت میں داخل ہونگے۔

آج معاشرے میں تکریم انسانیت اور احترام آدمیت کی اشد ضرورت ہے۔ انسان نما درندے جب معصوم بچوں اور پیکر عصمت حیاء حوّا کی بیٹیوں کی آبرو ریزی کرتا، درندگی اور سفاکی کی حدوں کو پار کرتے ہوئے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے تو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا معاشرہ احترام انسانیت کے باب میں حیوانوں سے بھی بدتر نظر آتا ہے۔ عزتوں کی پامالی، ذاتی مفاد وعناد کی خاطر دوسروں کی تحقیر، ہتک آمیز رویہ، گالی گلوچ، چوری، بدکاری جیسے دیگر افعال سمیت معاشرہ تنزلی کی پستوں میں جا چکا ہے۔

ہمیں حسن معاشرت اور تکریم انسانیت کا علمبردار اور عملی پیکر بننا ہوگا۔ ہمیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جس سے انسانیت کا مذہب سب سے بلند ہو، جہاں ہر انسان کے اندر خیر اور بھلائی کا جذبہ کارفرما ہو، جہاں انسان دوسرے انسان کیلئے ایسی خیر چاہتا ہو کہ خود تو بھوکا رہنا گوارہ کر لے مگر دوسرے بھائی کو اپنے حصہ کا کھانا کھلائے۔ دوسروں کیلئے جذبہ خیر سگالی، عمل خیر و فلاح اور ہمدردی وغمگساری کی بدولت ہی انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل امن کا داعی، تکریم انسانیت و احترام آدمیت کا سفیر اور معاشرے کیلئے خیر و فلاح کا باعث بنائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

وہی ہے صاحب امروز جس نے اپنی ہمت سے......زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا

قائداعظم اور آج کا پاکستان

بانی پاکستان اخلاص، دیانت اور جہدِ مسلسل کا پیکر تھے

قائداعظمؒ نے اپنا خونِ جگر دے کر پاکستان کو بہاروں کا مسکن بنایا

تحریر: آمنہ خالد

قائداعظم، ہم برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن۔ قائداعظم، مکار انگریز اور منافق ہندوؤں کے مقابلے میں اصولوں کا علمبردار لیڈر۔ قائد اعظم، ذلت میں ڈوبے محروم و مجبور مسلمانوں کا وقار اور قائداعظم، وہ عظیم ہستی جس نے دنیا کے نقشے پر پھیلی ہوئی پہلی نظریاتی اسلامی ریاست کے نقشے میں اپنے جگر کے خون سے رنگ بھرے۔ یہ قدرت کا انصاف ہے کہ تپتی ریت پر اخبار بچھا کر سونے والے مزدور اور سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہونے والے کسی شہزادے کی آنکھیں ایک جیسے خواب تو دیکھ سکتی ہیں۔ لیکن یہ قدرت کا قانون ہے کہ آنکھیں جتنا بڑا خواب دیکھتی ہیں اس خواب کی تعبیر پانے کے لیے اتنی بڑی قربانی دینا پڑتی ہے۔

دنیا کے ناکام اور کامیاب افراد، اداروں، ملکوں اور قوموں کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہمیں کامیابی اور ناکامی کے درمیان صرف ایک فرق نظر آتا ہے۔ عزت اور ذلت کے درمیان ایک حدِ فاصل دکھائی دیتی ہے۔ بلندی اور پستی میں ایک لمحے فرق محسوس ہوتا ہے۔ عروج و زوال میں صرف ایک لفظ تفریق ڈالتا ہے۔ وہ حدِ فاصل، وہ لمحہ، وہ فرق صرف اور صرف کام ہے۔

قائداعظم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک واقعہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ عمر بھر محنت، مشقت اور کام پر یقین رکھنے والے لیڈر تھے۔ اور انہوں نے آزادی کی منزل تک پہنچنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ علامہ اقبال عظیم مفکر اور راہنما تھے جنھوں نے مسلمانوں کے عروج و زوال کے ایک ایک لمحے کا تجزیہ کر کے صرف اور صرف ایک ہی جذبے کو مسلمانوں کے عروج و زوال کا واحد سبب قرار دیا اور وہ تھا۔

وہی ہے صاحب امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا

قائد اور راہنما وہ ہوتا ہے جو اعلیٰ نصب العین سے قوم کو مالامال کر دے۔ قائد وہ کہلاتا ہے جو سینہ تان کر حادثات کا مقابلہ کرنے کو تیار رہے۔ قائد وہ کہلاتا ہے جو اللہ پر بھروسہ کر کے دشمن کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائے۔ قائد وہ کہلاتا ہے ہے جو حلقۂ یاراں میں ریشم کی طرح نرم اور رزمِ حق و باطل میں فولاد کی طرح سخت ہو۔ قائد وہ کہلاتا ہے جو محوِ پرواز ہو تو اس کی نگاہ اپنے ٹارگٹ پر ہو جب وہ اڑے تو اس کا ہدف اس کے سامنے ہو۔

قائد وہی کہلا سکتا ہے کہ جب وہ کامل ایمان کے ساتھ، محنت اور خلوص کے ساتھ منزلوں کی طرف قدم بڑھائے تو منزل خود ایک قدم آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرے۔ یقیناً یہی وہ خوبیاں ہیں جنھوں نے ایک معمولی تاجر کے گھر پیدا ہونے والے محمد علی جناح کو قائداعظم کے عظیم منصب پر بیٹھایا۔

محنت کا پرچم ہاتھوں میں لے کر نکلنے والے بیرسٹر

محمد علی جناح نے ہندوؤں اور انگریزوں کی سازشیوں کو ناکام بنایا۔ ایک آزاد وطن کو اپنی منزل قرار دیا۔ ایک خدا، ایک رسول، ایک کعبہ، ایک قوم کا نعرہ لگا کر نیل کے ساحل سے لے کر کاشغر کے میدان تک منتشر قوم کو ایک جسم کی صورت میں اکٹھا کیا۔ انگریزوں کے مظالم اور ہندوؤں کی مکاری کے ہاتھوں زخمی ہونے والوں کے اندر آزادی کی وہ چنگاری سلگائی کہ کل تک غیر کے ہاتھوں زخم کھانے والے مسلمان بڑے بڑے فرعونوں اور جابروں سے جا ٹکرائے۔ اور آخر کار اپنا وطن حاصل کر لیا۔

آزادی کا چراغ روشن کرنا ایک مشکل کام ہے لیکن اس سے بھی مشکل کام چراغ کو زمانے کی بے رحم آندھیوں سے بچا کر روشن رکھنا ہے۔ اس چراغ کو روشن رکھنے کے لیے خونِ جگر دینا پڑتا ہے۔

قائداعظم نے اپنا خونِ جگر دے کر جس پاکستان کو بہاروں کا مسکن بنایا تھا آج وہ خزاں کے سفاک ہاتھوں سے برباد ہو رہا ہے۔ اقبال کے جس خواب کی تعبیر بن کر قائداعظم نے اپنا سب کچھ قربان کر کے ہمیں الگ وطن دیا تھا، آج ہماری نااہلی اور سستی کے باعث دوحصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔

قائد کا وہ دیس جو عالمِ اسلام کی قیادت کا دعویدار تھا آج بے بسی کی صدا بن کر کفر کو اپنی مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ قائد کے جس دیس کو دنیا بھر میں رول ماڈل بننا تھا آج کرپشن اور جہالت کی منڈی بن چکا ہے۔

ہم وہ بدقسمت قوم ہیں کہ آج قائد کی روح ہم سے سوال کرلے کہ ہم نے اس کے بخشے ہوئے وطن کے ساتھ کیا سلوک کیا تو ہماری آنکھیں ندامت سے جھک جائیں گی۔

آج قائد کے دیس کا ایک ایک نوجوان، ایک ایک استاد، ایک ایک شاگرد کردار کا غدار ہے۔ آیئے آج ہم یہ عہد کریں کہ اسلام کے سنہری اصولوں پر عمل کر کے اپنی زندگی کو سنواریں گے اور قائداعظم کے دیے ہوئے وطن کی حفاظت کریں گے اور ایسا انقلاب برپا کریں گے جو معاشرے کی وضع کردہ اقدار، مسلط کردہ روایات، عائد کردہ عادات اور فرسودہ نظریات کو پارہ پارہ کر کے رکھ دے۔

قائداعظم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک واقعہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ عمر بھر محنت، مشقت اور کام پر یقین رکھنے والے لیڈر تھے۔ اور انہوں نے آزادی کی منزل تک پہنچنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی

انقلاب ایک ایسی زبردست اور ہنگامہ خیز تبدیلی کا نام ہے، جس سے معاشرے کی تسلیم شدہ بنیادوں کو منہدم کر کے اس کی تعمیر و تشکیل نئے سرے سے کی جاتی ہے۔ انقلاب خودی سے عبارت ہے۔ یہ ماحول بھی خود تیار کرتا ہے، پس منظر بھی خود بناتا ہے، مزاج کی پرورش بھی خود کرتا ہے، اٹھان کا وقت بھی خود طے کرتا ہے۔ اثرات بھی خود مرتب کرتا ہے اور مستقبل کے خاکے میں رنگ بھی خود بھرتا ہے۔

انقلاب کیسی کلیسا کے پروہت، مندر کی دیوی، مسجد کے ملا، منڈی کے آڑھتی اور دیہہ کے وڈیرے کی دعا، خوشنودی، تائید اور مدد کا محتاج نہیں ہوتا، اس میں خود اپنے اندر ایسی ایٹمی طاقت ہوتی ہے جو مختلف مراحل کی تشکیل سے لے کر تکمیل تک یہ خود کفیل بنا رہتا ہے۔

آج اسی انقلابی جذبے کی ضرورت ہے کہ جس کی ایک ہی برقی کڑک اور انقلابی زلزلے سے عرب وعجم کی زمین ہل کر رہ جائے اور جس کی گھن گرج اب رہتی دنیا تک سنائی دیتی رہے۔

انسان کو جلد کامیابی سے ہم کنار کرنے، مسائل کا بھرپور احاطہ اور ازالہ کرنے، سماجی، سیاسی اور روحانی امراض کو دور کرنے کا واحد طریقہ انقلاب ہے۔۔ جس کی رفتار تیز، افق وسیع، عمل ہمہ گیر اور نتائج حوصلہ افزا ہوتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ملک پاکستان کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ آمین۔☆☆☆☆☆☆

پاکستان میں آلودگی کے مسائل

فضائی آلودگی سے دماغ تک پہنچنے والی صاف ہوا کم ہو جاتی ہے

آلودگی سے دماغی اور اعصابی افعال بری طرح متاثر ہوتے ہیں

فلک صدی

پاکستان ہمارا ملک حسین وادیاں سرسبز میدان برف پوش پہاڑوں اور مہکتی ہوئی فضاؤں کا مرکز ہے اب بھی کچھ حد تک ہم کہہ سکتے ہیں مگر کچھ حد کا لفظ کیوں کر آیا یہ سوال خود سے پوچھا جائے تو بہتر ہوگا کیونکہ ماحول کے اس بدلتے نظام میں ہاتھ تو ہمارا اپنا ہی ہے ہم نے ماحول کو خود خراب کردیا ہے اب ہم اس بات کا گلہ کرتے اچھے نہیں لگتے کہ پاکستان میں آلودگی بہت ہے۔

سب کچھ فطرت کے اصولوں کے مطابق چل رہا تھا موسم خوشگوار تھا۔ صاف پانی میسر تھا۔ اب تو ہوا میں سموگ ہے اور پانی تک پینے کو میسر نہیں جیسے پہلے تھا۔ گاڑیوں میں استعمال ہونے والا ڈیزل اور پٹرول جب ہوا میں جاتا ہے تو ماحولیاتی تبدیلیوں کا باعث بن جاتا ہے۔

پانی زندگی کی بقا ہے مگر انسان نے اپنی بقا کو خطرے میں ڈال دیا۔ اس سے انسان دل کی بیماری اور آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہوگیا ہے نیز ہر درد ہم نے خود اپنے آپ کو اپنی ہی غلطی سے لگایا ہے۔

ہم نے اندر کے اندھیروں کی سزا پائی ہے

انسان کو بس کورونا سے بچنے کے لیے ہی ماسک کی ضرورت نہیں بلکہ اس ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثر سے بچنے کے لیے ماسک ضروری ہوگیا ہے جو ہم نے بویا ہے اب اس کو کاٹنے کا وقت ہے۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے کے مطابق اب ہماری باری ہے۔ ابھی بھی ہمارے پاس وقت ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسل کے لیے کچھ اچھا کرجائیں۔

آلودگی کی اقسام:

آلودگی کی بہت سی اقسام ہیں جس میں شور کی آلودگی، ہوا کی آلودگی زمینی آلودگی اور ماحولیاتی آلودگی شامل ہے۔ ہوا میں آلودگی درختوں کی کمی اور ہمارا دھواں چھوڑتا ماحول ہے۔ پلاسٹک کا استعمال زیادہ ہے۔ ہم آج کل پلاسٹک کے شاپر کا استعمال کرتے ہیں اور یہ پلاسٹک نہ تو جلدی سڑتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی حل ہے اس سے خود کو مختلف بیماریوں میں ڈال چکے ہیں جیسا کہ فلاسفر نے کہا ہے:

”آدھی سے زیادہ بیماریوں کا ذمہ دار انسان خود ہے۔“

اسی طرح سے ہمارا درختوں کو کاٹ کر جگہ جگہ فیکٹریاں لگالینا اور ان سے نکلتا دھواں ہمارے لیے مشکلات پیدا کررہا ہے اور اسی فیکٹری سے نکلتا گندا پانی جب سمندروں میں جاتا تو اس میں موجود جانوروں کی جان کو خطرہ لاحق ہورہا ہے اس سے نہ صرف انسانی زندگی بلکہ معصوم جانوں کو بھی خطرہ پہنچا رہے ہیں۔ اس سے زمینی آلودگی بڑھ رہی ہے۔ گاڑیوں اور فیکٹریوں کے شور سے بھی آلودگی بڑھ رہی ہے۔

آلودگی سے بیماریاں:

شور کی آلودگی سے سر کا درد، ہائی بلڈ پریشر اور دل کو نقصان پہنچتا ہے۔

زمینی آلودگی سے پانی میں جراثیم کی وجہ سے اس پانی کو پینے سے ہیضہ ڈائیریا جیسی بیماری لگتی ہے۔

مختصر یہ کہ اگر اس کو نہ روکا گیا تو وقت دور نہیں جب ہم تباہی کے آخری دھانے پر کھڑے ہوں گے۔

حالیہ تحقیقات میں سامنے آیا ہے کہ فضائی آلودگی کا تعلق سیدھا فیصلہ کرنے کی صلاحیت میں کمزوری، ذہنی صحت کے مسائل، سکولوں میں بری کارکردگی اور جرائم سے ہے۔

جب ہم آلودہ فضا میں سانس لیتے ہیں تو جسم کو پہنچنے والی آکسیجن کی مقدار بھی کم ہوتی ہے یعنی دماغ تک جانے والی صاف ہوا بھی کم ہوجاتی ہے اس سے ناک، گلے اور سر درد کی بیماریاں جنم لیتی ہیں اور ان کی وجہ سے توجہ کی صلاحیت بھی کم ہوسکتی ہے۔ آلودگی کے ذرات سے دماغ میں سوجن بھی ہوسکتی ہے جس سے دماغ کی کارکردگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ جذبات اور خود پر قابو رکھنے کا حصہ زیادہ متاثر ہوتا ہے۔

حل:

ہمیں درختوں کو کاٹنے سے روکنا ہوگا اور مزید درخت لگانے ہوں گے۔

ہمیں پلاسٹک کی بجائے کاغذ کے بنے شاپر استعمال کرنے ہوں گے۔

ہمیں فیکٹریوں میں فلٹر لگانے ہوں گے تا کہ ہوا آلودہ نہ ہو۔

گاڑیوں کی بجائے شہر کے اندر لوکل بس پر سفر کرنا چاہیے۔ کام زیادہ نہ ہو تو پیدل چل کر جائیں تا کہ صحت بھی بحال ہو اور دھواں چھوڑتی گاڑیوں سے بھی بچا جائے۔

ہوا کی آمد و رفت کا عمدہ نظام:

گھروں میں تازہ ہوا کے داخلے کے نامناسب راستوں کے نتیجے میں آلودہ ہوا گھر کے اندر ہی رک جاتی ہے۔ اس لیے گھر میں تازہ ہوا کے لیے دن بھر میں کھڑکیوں اور دروازوں کو دو سے تین بار کھولیں اس کے علاوہ کھانا پکارہے ہیں اور نہا رہے ہیں تو اس صورت میں ہوا باہر نکالنے والے پنکھے کا استعمال کریں تا کہ مضر صحت ذرات کو باہر نکالا جاسکے۔

پودوں کا انتظام:

بعض پودے ہوا کے مضر صحت اجزا کو صاف کرتے ہیں اور یہ گھر کے اندر کی فضا میں آلودگی کی روک تھام کے لیے ایک موثر ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔ اگرچہ بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ اس نظریے کے کوئی تحقیقی شواہد نہیں ملتے۔ لیکن یہ خوشگوار احساس کا باعث بنتے ہیں۔

ماحول دوست طریقہ:

تعمیرات میں استعمال ہونے والے مواد کی بو کافی عرصے تک گھر میں بسی رہتی اور مصنوعی خوشبو سے جب بھی اس کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس کے نتیجے میں مزید کیمیکلز کا اخراج ہوتا ہے کیونکہ یہ اپنا ردعمل کرتے ہیں اور پھر خطرناک صورت بھی اختیار کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کپڑوں کی دھلائی کے لیے ایسی مصنوعات کا استعمال کریں جن میں خوشبو نہیں ہوتی۔ کچن میں بو ختم کرنے کے لیے لیموں کے ٹکڑے اور بیکنگ سوڈے کا استعمال بہتر ہے۔

ہمیں مل کر ان سب احتیاطی تدابیر کو اختیار کرنا ہوگا تا کہ ہم اس عذاب سے بچ سکیں اور آنے والی نسل کو اس نقصان سے بچاسکیں۔ اللہ ہمارے ملک کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا کرے۔

☆☆☆☆☆

آپ کی صحت

نماز کی باقاعدگی کولیسٹرول کم کرتی ہے

سوشل سائنسز کے بارے میں قرآن مجید جامع راہنمائی مہیا کرتا ہے

تین وقفوں کے ساتھ پانی پئیں تو جراثیم جسم میں داخل نہیں ہوتے

صائمہ نور

قرآن مجید صرف عقائد و عبادات، اخلاقیات و اقتصادیات، معاشیات، تہذیبات اور ثقافات کے لیے نہیں بنا بلکہ نیشنل سوشل سائنسز بھی قرآن کے دائرے میں آتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت نے آج تک دنیا میں کوئی بیماری ایسی نہیں اتاری جس کی دوا پیدا نہ کی ہو۔

اسلام کا نظام طہارت اور آج کی سائنس:

اسلام کی جملہ تعلیمات کا آغاز طہارت سے ہوتا ہے اور حفظانِ صحت کے اصولوں کا پہلا قدم بھی طہارت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: الطہور شطر الایمان پاکیزگی اور طہارت ایمان کا حصہ ہے۔ (صحیح مسلم)

طہارت اور پاکیزگی کا دوسرا جز وضو ہے۔ وضو سے 80% جراثیم کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ دن میں کئی بار آنکھوں پر ٹھنڈا پانی پڑنے سے آنکھوں کی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔

طب جدید جن جن تصورات کو واضح کرتی ہے اسلام ان تصورات کا عملاً کرتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کھانے کی برکت کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے میں ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے میں نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد)

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئیں مگر تولیے سے صاف نہ کریں مبادہ اس کے جراثیم نہ ہاتھوں کو لگ جائیں۔ 1400 سال پہلے اسلام کے اصول آج کی طب مہیا کر رہی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب سو کر اٹھو تو اچھی طرح ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالا کرو۔ مزید گلاس کے اندر سانس لینے سے منع فرمایا اور اس کی حکمت یہ ہے کہ تین بار سانس لے کر پانی پیا جائے۔

طب جدید کہتی ہے جب پانی میں سانس لیتے ہیں تو سانس کے کاربن ڈائی آکسائیڈ پانی میں مل کر جسم میں داخل ہوتے ہیں لیکن جب تین بار گلاس کو منہ سے ہٹا کر سانس لیتے ہیں جراثیم باہر رہتے ہیں اور صاف پانی جسم میں داخل ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے: ”جب حضور ﷺ پانی پیتے تو پانی میں سانس نہ لیتے۔ حضور ﷺ نہ کھانے میں پھونک مارتے نہ پینے میں پھونک مارتے اور نہ ہی برتنوں کے اندر سانس لیتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ)

نماز کی باقاعدگی کولیسٹرول کم کرتی ہے:

طب جدید کہتی ہے کہ کولیسٹرول وہ چربی ہے جو آپ کی شریانوں میں جم جاتی ہے وہ رفتہ رفتہ ہماری شریانوں کو تنگ کردیتی ہے۔ اس کے نتیجے میں بلڈ پریشر ہوتا ہے اور امراض قلب جنم لیتی ہیں۔ اسی سے جسم میں فالج کا اٹیک بھی ہوتا ہے۔

کولیسٹرول کا نارمل ہوں 150 سے 250 تک ہوتا ہے جب کھانا کھایا جاتا ہے تو کولیسٹرول اچانک بڑھ جاتا ہے اور ہارٹ اٹیک کا خطرہ ہوتا ہے۔ اگر کولیسٹرول جم جائے تو

اس کو تحلیل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لہذا جمے ہوئے کولیسٹرول کو تحلیل کرنا ضروری ہے جو نماز کے ذریعے بآسانی ممکن ہے۔

فزیوتھراپسٹز کی نماز کے بارے میں آراء:

نماز سے بہتر آسان اور ہلکی پھلکی ورزش کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ فزیوتھراپی کے ماہرین کی رائے ہے کہ جو ورزش باقاعدگی کے ساتھ نہ ہو وہ سود مند نہیں لیکن نماز میں ورزش کی تمام صورتیں پائی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں فزیوتھراپسٹ کے نزدیک جو ورزش چستی سے نہ کی جائے اس کا کوئی فائدہ نہیں یہی تصور قرآن میں ہے:

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى.

''اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ (محض) لوگوں کو دکھانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔'' (النساء،۴: ۱۴۲)

زیتون کا تیل اور سائنسی تحقیقات:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ (التین،۹۵: ۱)

''انجیر کی قسم اور زیتون کی قسم۔''

زیتون ایسی شے ہے جو کبھی نہیں جمتی۔ جدید ریسرچ سے یہ بات ثابت ہے کہ زیتون کا تیل ہارٹ پرابلم والے شخص کے لیے مفید ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ ''حضورﷺ نے فرمایا: سینے کی درد کی مرض ہو تو زیتون کو استعمال کیا کرو۔''۔

شہد کے فوائد اور طبی تحقیق:

حضورﷺ نے شہد کو شفا قرار دے کر اس کی تحسین فرمائی۔ سائنس دانوں نے کہا کہ شہد میں بہت زیادہ ہائیڈرو سکوپک پاور ہوتی ہے جو اندرونی و بیرونی امراض کے لیے بہت مفید ہوتا ہے۔ یہ زخموں کے پانی کو کھینچ کر زخموں کو صاف اور دھو دیتا ہے۔ اس کے علاوہ نبی اکرمﷺ نے بخار کے بارے میں فرمایا: بخار جہنم کی آگوں میں ایک آگ ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ آج ڈاکٹر صاحبان بھی بخار میں ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنے کا کہتے ہیں۔

اسلام میں حلال وحرام اور طب جدید:

حضور نبی اکرمﷺ نے کم خوری کی تعلیم دی۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ. (الاعراف،۷: ۳۱)

''اور کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ بے شک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

حضور نبی اکرمﷺ نے فرمایا: اللہ زیادہ کھانے والے اور بھوک سے بڑھ کر کھانے والے شخص سے نفرت فرماتا ہے۔

حضور نبی اکرمﷺ نے فرمایا: معدے کو تین حصوں میں تقسیم کرو، ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے رطوبت کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضور نبی اکرمﷺ نے 14 سو سال قبل آگاہ فرما دیا کہ معدے کے تین حصے ہیں جبکہ میڈیکل سائنس نے آج بیریم میل ٹیسٹ متعارف کروایا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ معدے کے تین حصے ہیں۔

گائے کے گوشت کے متعلق ارشاد نبویﷺ:

حضور نبی اکرمﷺ نے فرمایا: میرے امتیو! گائے کا دودھ پیا کرو اس میں شفا ہے۔ اس کا گھی کھایا کرو اس میں دوا ہے اور اس کے گوشت سے بچا کرو اس میں بیماری ہے۔ (طبرانی المعجم)

ساڑھے 14 سو سال پہلے کوئی اس نام سے واقف نہ تھا۔ گائے کا گوشت حلال اس لیے فرمایا کہ جو بیماری قابل علاج ہو اسے حلال قرار دیا جو لاعلاج ہو اسے حرام قرار دیا جتنا جانوروں کا سائز کم ہوتا جاتا ہے اتنا ہی کولیسٹرول کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ آج کی طبی تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ گائے کے گوشت میں ایک کیڑا ہے جسے ٹینیا سجینیٹا کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

گلدستہ

میانہ روی نصف رزق اور اچھا اخلاق نصف دین ہے

مصائب پر صبر کرنے سے اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے

مرتبہ: حافظہ سحر عنبرین

اقوال زریں غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

اہل اللہ کے نزدیک مخلوق کی حیثیت اولاد جیسی ہے

☆مخلوق تین طرح کی ہیں فرشتہ، شیطان اور انسان۔ فرشتہ خیر ہی خیر ہے اور شیطان شر ہی شر ہے انسان مخلوط ہے جس میں خیر و شر دونوں ہیں، جس پر خیر کا غلبہ ہوتا ہے وہ فرشتوں میں مل جاتا ہے اور جس پر شر کا غلبہ ہو وہ شیطان سے۔

☆مومن اپنے اہل و عیال کو اللہ پر چھوڑتا ہے اور منافق زر و مال پر۔

☆ اپنی مصیبت کو چھپاؤ اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہوگی۔

☆ذکر جب قلب میں جگہ بنا لیتا ہے تو بندہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں دائمی مشغول ہو جا تا ہے۔ چاہے اس کی زبان خاموش ہو۔

☆تنہائی میں خاموش رہنا بہادری نہیں۔ مجلس میں خاموش رہنے کی کوشش کرو۔

☆بہترین عمل، لوگوں کو دینا ہے لوگوں سے لینا نہیں۔

☆ لوگوں کے سامنے معزز بنے رہو اگر اپنا افلاس ظاہر کرو گے تو لوگوں کی نگاہوں سے گر جاؤ گے۔

☆میانہ روی نصف رزق ہے اور اچھے اخلاق نصف دین۔

☆وہ انسان کتنا کم نصیب ہے جس کے دل میں جانداروں پر رحم کی عادت نہیں۔

☆ تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔

☆تمام اچھائیوں کا مجموعہ عمل سیکھنا، عمل کرنا، اور دوسروں کو سکھانا ہے۔

☆جو اللہ تعالیٰ سے آشنا ہوا اس نے خلقِ خدا کے ساتھ تواضع کا برتاؤ کیا۔

☆جب عمل میں تجھے حلاوت نہ ملے یوں سمجھ تو نے اسے کیا ہی نہیں۔

☆جب تک تیرا اِترانا اور غصہ کرنا باقی ہے خود کو اہلِ علم میں شمار نہ کر۔

☆ظالم اپنے ظلم سے مظلوم کی دنیا خراب کرتا ہے اور اپنی آخرت۔

☆عقل مند پہلے قلب سے مشورہ کرتا ہے پھر زبان سے بولتا ہے۔

☆اس بات کی کوشش کر کہ گفتگو کا آغاز تیری جانب سے نہ ہو تو صرف جواب دینے والا رہے۔

فکر اقبال رحمۃ اللہ علیہ

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

اگر تم مسلمان کی زندگی گزارنا چاہتے ہو تو قرآن

کریم کو زندگی کا حصہ بنائے بغیر ایسا ممکن نہیں۔

امامت

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے

معانی :امامت :اللہ تعالیٰ کا نظام حاکمیت ۔اسرار: بھید۔

مطلب :اے شخص تو نے مجھ سے قوموں کے راہبر ہونے کی حقیقت پوچھی ہے۔یعنی یہ پوچھا ہے کہ جو شخص ملت کا امام بننے کے قابل ہے اس میں کیا خصوصیات ہونی چاہئیں ۔میں بتاتا ہوں خدا کرے تو بھی میری طرح بھیدوں کا جاننے والا بن جائے۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

معانی :برحق :سچا۔حاضر و موجود :زمانی فلسفوں کی بحث، ظاہر پرستی۔

مطلب :تیرے زمانے کا سچا امام وہی شخص ہوسکتا ہے جو تجھے عہد حاضر کی تمام قباحتوں سے بیزار کر دے۔تجھے ظاہر پرستی سے نکال کر حقیقت پسند بنا دے اور تیرے دل میں مغربی تہذیب کی پیدا کردہ برائیوں کے مقابلے میں اسلامی اقدار و عقائد صحت کے ساتھ پیدا کر دے۔

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے

معانی :وہ امام برحق یہ خصوصیات بھی رکھتا ہو کہ تجھے موت کے پس پردہ حقیقت کا اور محبوب حقیقی کا چہرہ دکھا کر تیرا جینا مشکل کر دے اور تیرے اندر ہر وقت یہ خواہش رہے کہ میں شہادت کا مرتبہ پا کر جلد اپنے محبوب سے جا ملوں۔

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

معانی: سان: تلوار تیز کرنے والا آلہ۔ زیاں: نقصان۔فقر: درویشی۔لہو گرمانا: حرارت پیدا کرنا، جوش پیدا کرنا۔

مطلب: امام برحق کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ تجھے تیرے اس نقصان کا جو مسلمانوں کو صدیوں سے پہنچ رہا ہے احساس دلا کر تیرے لہو کو گرم کر دے اور تجھ میں اس نقصان کو پورا کرنے کا احساس پیدا کر دے اور تیری زندگی کو فقر کی سان پر چڑھا کر تلوار کی طرح تیز کر دے۔ایسی تلوار بنا دے جو باطل کو کاٹ کر رکھ دے۔فقر اقبال کے نزدیک وہ جوہر ہے جو مسلمان کو صحیح مسلمان بناتا ہے۔

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

معانی: فتنۂ ملت بیضا: قوم کا فتنہ۔سلاطیں کا پرستار: بادشاہوں کی طرف جھکاؤ رکھنے والا، یعنی آسائشوں میں پڑا ہوا۔

مطلب: وہ امام وہ راہبر قوم جو تجھے بادشاہوں ، درباروں ، وڈیروں ، نوابوں وغیرہ کا پجاری بنا دے اس امام کی قیادت اور راہبری روشن ملت کے لیے فساد کے سوا کچھ نہیں۔ جیسا کہ آج کل کے اکثر دینی اور دنیاوی پیشواؤں کا حال ہے۔ ایسے شخص کی امامت فائدے کے بجائے نقصان کا سبب ہے۔

صحبت صالح کی اہمیت:

اے انسان، اگر تجھے مہد سے لے کر لحد تک کی زندگی دی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اپنی محنت، عبادت و ریاضت سے اس دل میں اللہ کا نام بسا لے تو رب تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم یہ ممکن نہیں، اُس وقت تک کہ جب تک تجھے اللہ کے کسی کامل بندے کی نسبت وصحبت میسر نہ آ جائے۔(16)

☆☆☆☆☆

فقہی مسائل

نماز کی اہمیت

نماز اسلام کا دوسرا بنیادی رکن اور افضل ترین عبادت ہے

میدان حشر میں سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے گورنرز کو خط لکھا کہ نماز کی حفاظت دین کی حفاظت ہے

مرتب: کلثوم قمر

نماز، اسلام کا دوسرا بنیادی رکن ہے۔ نماز اسلام کی سب سے بڑی اور سب سے افضل عبادت ہے، میدانِ حشر میں سب سے پہلے نماز کا ہی سوال ہوگا۔ نماز، سفر، حضر، جوانی، بڑھاپا، صحت و بیماری، امن وخوف کسی حالت میں معاف نہیں، نماز کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل اور مومن و کافر کے مابین وجہ امتیاز ہے۔

یہ اہم عبادت ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم اسے صحیح طور پر ادا کریں، اس کے حقوق کا لحاظ کرتے ہوئے، اس کے طریقے کا خیال کرتے ہوئے۔ اگر ہم نے نماز پڑھی لیکن نہ تو اس کے حقوق کی رعایت کی نہ اسے صحیح طریقے سے پڑھا تو ایسی نماز بجائے اجروثواب اور خوشنودی الٰہی کا سبب بننے کے، ڈر ہے کہ کہیں گناہ کا ذریعہ اور وبالِ جان نہ ہوجائے۔

رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں:

صلوا کما رایتمونی اصلی.

''اسی طرح نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔'' (بخاری، ج۱،ص۸۸)

اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عبادت نماز ہے۔

عن ابن مسعود قال سالت النبی ﷺ الاعمال احب الی اللہ قال الصلوٰۃ لوقتھا. (بخاری، ج۱،ص ۷۶)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا نماز اپنے وقت پر۔''

مومن و کافر کے درمیان نماز، وجہ امتیاز ہے۔

عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ بین الرجل بین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ. (مسلم، ج۱،ص ۶۱)

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا مردمومن اور کافر ومشرک کے درمیان نماز چھوڑنے کا ہی فرق ہے۔''

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنے عمال کے پاس اس مضمون کا فرمان بھیجا۔

ان اھم امرکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظھا وحافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع. (موطا امام مالک، ص۳)

''میرے نزدیک تمہاری سب سے اہم چیز نماز ہے جو اس کی حفاظت کرے گا وہ اپنے دین کی حفاظت کرے گا اور جو اسے ضائع کرے گا وہ اس کے علاوہ چیزوں کو اور زیادہ ضائع کرے گا۔''

ارشاد ربانی ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی. وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی.

(الاعلیٰ، ۸۷: ۱۴۔۱۵)

''بے شک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہ کی آلودگیوں سے) پاک ہوگیا۔ اور وہ اپنے رب کے نام

کا ذکر کرتا رہا اور (کثرت و پابندی سے) نماز پڑھتا رہا۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر کوئی نہر جاری ہو جس میں وہ ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کچھ بھی میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔" (بخاری، ج۱،ص ۷۶)

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیقؓ کا معمول تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو فرماتے:

قوموا الی نارکم التی او قد تموھا فاطفئوھا.

"اٹھو! جو آگ (گناہوں کی) تم نے دہکائی ہے، نماز پڑھ کر اسے بجھاؤ۔" (احیاء علوم الدین)

فرضیتِ نماز، قرآن سے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ۔(البقرہ،۲: ۴۳)

"اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو۔"

وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا.

"اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرمائیں اور اس پر ثابت قدم رہیں۔" (طہٰ،۲۰: ۱۳۲)

فرضیتِ نماز، حدیث سے:

حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل نبی کریم ﷺ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

ولا تترک صلوٰۃ مکتوبہ متعمدا فمن ترکھا متعمدا فقد برئت منه الذمه . (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰہ، ج۱،ص ۵۹)

"کسی فرض نماز کو جان بوجھ کر مت چھوڑنا، جس نے کوئی فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اللہ کا ذمہ اس سے بری ہوگیا۔"

بڑے تو بڑے، بچوں تک کو نماز کا عادی بنانے کی تلقین کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوا ھم علیھا وھم ابناء عشر و فرقوا بینھم فی المضاجع. (ابوداؤد، ج۱،ص ۸۶)

"اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو (نماز نہ پڑھنے پر) انھیں مارو اور ان کا بستر الگ الگ کردو۔"

قرآن کریم میں نماز پنجگانہ کا تذکرہ درج ذیل آیات میں آیا ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ .

(ھود،۱۱: ۱۱۴)

"اور آپ دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجیے۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔"

(جلالین ج۲،ص ۴۳۱)

"نماز قائم کیجئے آفتاب ڈھلنے کے وقت سے تاریک شب تک اور لازم کیجئے فجر کا پڑھنا، بے شک فجر کا پڑھنا ہے گواہی دیا ہوا۔" (بنی اسرائیل: ۷۸)

اس آیت میں پانچوں نمازوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نماز فجر کی خاص اہمیت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ وقت رات و دن کے فرشتوں کے موجود رہنے کا ہے۔ (ابن ماجہ،ص۴۹)

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ. (البقرہ،۲: ۲۳۸)

"سب نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز کی، اور اللہ کے حضور سراپا ادب و نیاز بن کر قیام کیا کرو۔"

اس آیت میں نمازوں کی محافظت کا حکم دیا گیا ہے اور صلوٰۃ وسطیٰ پر خصوصی زور ہے، صلوٰۃ وسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے، اس میں مختلف اقوال ہیں۔ راجح قول کے مطابق اس سے مراد نماز عصر ہے۔ (مسلم، ج۱،ص ۲۲۶) اور اس پر خصوصی زور دینے کی وجہ یہ بھی ہے کہ نماز فجر کی طرح، اعمال لکھنے والے دن و رات کے فرشتوں کے موجود ہونے کا وقت ہے۔ (بخاری، ج۱،ص ۷۹، عن ابی ہریرہؓ) ☆☆☆☆☆

تحریک منہاج القرآن گوجرانوالہ کے زیر اہتمام منعقدہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس میں خواتین کی کثیر تعداد میں شرکت

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل MQI) کی خصوصی خطاب

منہاج القرآن ویمن لیگ شیخوپورہ کے زیر اہتمام منعقدہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس

مرکزی صدر محترمہ ڈاکٹر فرح ناز کا خصوصی خطاب

منہاج القرآن ویمن لیگ سمبڑیال کے زیر اہتمام منعقدہ محفل ذکر غوث الوریٰ ؓ

مرکزی نائب ناظمہ محترمہ انیلہ الیاس ڈوگر کی خصوصی شرکت وخطاب

فیصل آباد میں ایگرز کے زیر اہتمام منعقدہ کڈز محفل میلاد النبی ﷺ

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
DEC-2021
LAHORE
Regd CPL No.45

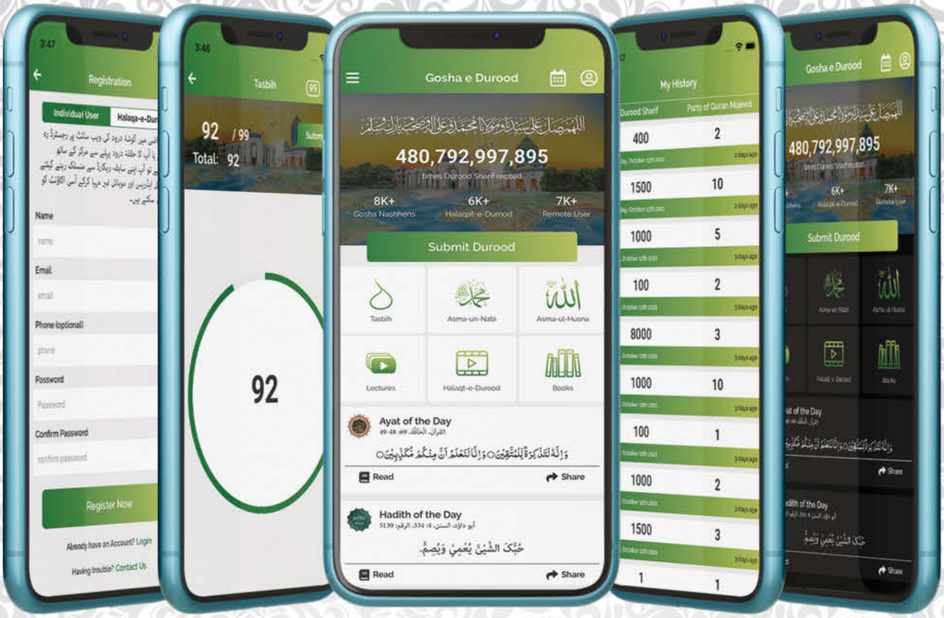

درودِ پاک گوشۂ درود بھیجیں

(حلقات درود و فکر/ انفرادی)

Download
Gosha-e-Durood App

- کاؤنٹر تسبیح
- اسماء الحسنیٰ اور اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ڈاکومنٹری حلقاتِ درود و فکر
- آج کی آیتِ کریمہ مع ترجمہ
- فضائلِ درود و سلام پر خطابات اور تصانیف
- آج کی حدیثِ مبارکہ مع ترجمہ

دسمبر 2005ء سے اب تک درود پاک کا مکمل ریکارڈ

ANDROID APP ON Google play

Download on the App Store

SCAN QR CODE TO INSTALL

POWERED BY
MINHAJ INTERNET BUREAU - MIB

get.gosha-e-durood.com | www.gosha-e-durood.com